إصلاح الفکر لمن قال بأن نسبة الخطأ من الوزر

سنانِ قادری

مفتی محمد راحت خان قادری

بانی وناظم اعلیٰ دارالعلوم فیضان تاج الشریعہ بریلی شریف

إصلاح الفکر لمن قال بان نسبۃ الخطا من الوزر

سنانِ قادری

محمد راحت خاں قادری
خادم دار العلوم فیضانِ تاج الشریعہ بریلی شریف

المکتب النور
شکارپور، عزت نگر، بریلی شریف

mrkmqadri@gmail.com

جملہ حقوق محفوظ

نام کتاب عربی میں	إصلاح الفکر لمن قال بان نسبۃ الخطا من الوزر
نام کتاب اردو	سِنانِ قادری
مرتب	محمد راحت خاں قادری
صفحات	80
تعداد	1100
سن اشاعت	بموقعۂ عرس خواجہ غریب نواز قدس سرہ ۶/رجب المرجب ۱۴۳۸ھ مطابق ۲۰۱۷ء
پروف ریڈنگ	محترم میثم عباس قادری رضوی لاہور، پاکستان
سیٹنگ	محب گرامی قدر حضرت مولانا محمد دانش احمد اختر القادری، پاکستان
قیمت	
ناشر	المکتب النور بریلی شریف

فہرست

شرفِ انتساب

(۱) قطب الاقطاب، غوث الاغواث، فرد الافراد، سید الاولیا، سند الاولیا حضرت **سیدنا شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی بغدادی** المعروف بہ ''غوث اعظم'' (ولادت با سعادت ۴۷۰ھ--وصال ۵۶۱ھ)-------(۲)--خواجۂ خواجگان شہنشاہ ہندوستان **حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری** المعروف بہ ''غریب نواز'' (ولادت با سعادت ۵۳۷ھ--وصال ۶۳۳ھ) -------(۳)--نظام الملۃ والدین **حضرت خواجہ نظام الدین اولیا چشتی دہلوی** المعروف بہ ''محبوب الٰہی'' (ولادت با سعادت ۶۳۶ھ--وصال ۷۲۵ھ) -------(۴)--صاحبِ تصانیف کثیرہ، قطب بلگرام، حضرت سیدنا شاہ **میر عبد الواحد بلگرامی** (ولادت با سعادت ۹۱۲/ یا ۹۱۵ھ--وصال ۱۰۱۷ھ) -------(۵)--حضرت سیدنا مخدوم **شاہ آل رسول قادری برکاتی** مارہروی (ولادت باسعادت ۱۲۰۹ھ--وصال ۱۲۹۶ھ) -------(۶)--مجدد اعظم **اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری** برکاتی بریلوی (ولادت باسعادت ۱۲۷۲ھ--وصال ۱۳۴۰ھ) -------(۷)--حضرت علامہ الشاہ **مفتی مصطفیٰ رضا خاں قادری** برکاتی بریلوی المعروف بہ ''مفتی اعظم'' (ولادت باسعادت ۱۳۱۰ھ--وصال ۱۴۰۲ھ)-------(۸)--صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ **مفتی امجد علی اعظمی** (ولادت با سعادت ۱۳۰۰ھ--وصال ۱۳۶۷ھ) -------(۹)--صدر الافاضل استاذ العلما **حضرت علامہ مفتی سید نعیم الدین مرادآبادی** (ولادت با سعادت ۱۳۰۰ھ--وصال ۱۳۶۷ھ) -------(۱۰)--شیر بیشۂ اہل سنت ابو الفتح **حضرت علامہ مفتی حشمت علی خاں پیلی بھیتی** (ولادت باسعادت ۱۳۱۹ھ--وصال ۱۳۸۰ھ) ودیگر علما ومشائخ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نام کہ جن کے روحانی وعلمی فیضان سے آج بھی لوگوں کے دلوں میں عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شمع روشن ہے۔

غبار درِ راہِ اولیا
محمد راحت خاں قادری
خادم دار العلوم فیضان تاج الشریعہ بریلی شریف

پیش از گفتار

جہالت کا عام ہونا، علم کا اٹھ جانا یہ ایک فتنہ ہے لیکن اس سے بھی بڑا فتنہ یہ ہے کہ کسی دینی وشرعی امر کو نا اہل کے سپرد کر دیا جائے حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"إذا وسد الأمر إلى غير أهله فانتظر الساعة"۔(۱)

جب معاملہ نا اہل کے ہاتھوں میں دے دیا جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔

اس وقت ہندوستان میں عوام اہل سنت بہت زیادہ تشویش میں ہیں ایک طرف دیابنہ و ہابیہ اور دیگر باطل و بدمذہب فرقے ہر طرح سے اسلام کے خلاف سازشیں رچا رہے ہیں وہیں دوسری جانب صلح کلی مزاج کے لوگ یکجا ہو کر برابر سنیوں کی حقیقی تصویر کو مسخ ومحو کرنے کے لیے کوشاں ہیں ایسے میں سنیوں کا متحد ہو کر غیروں کا مقابلہ کرنا وقت کی کتنی اہم ضرورت ہے یہ کسی پر بھی پوشیدہ نہیں ہے۔

اس نازک وقت میں کچھ ہماری اپنی ہی جماعت کے مولوی نما نوخیز ایسے مزعومہ محققین نکلے جو اکابر علمائے اہل سنت پر انگشت نمائی کرتے ہیں، ان کو ہدف تنقید بناتے ہیں، اہل سنت و جماعت کے مسلمہ مسائل پر شبہات پیدا کرتے ہیں اور بڑے بھولے بھالے انداز میں اکابرین و اسلاف کو بے اعتبار ثابت کرنے کو تحقیق باور کراتے ہیں، جن کے منہ سے دودھ کی بو نہیں گئی وہ اس قدر جری ہو گئے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی بریلوی قدس سرہ کی ذات وتحقیقات تک ان کے شر سے محفوظ نہیں ہیں۔ کچھ چُھٹ بھئیوں نے بھی ایسی ہی روش اختیار کر لی اور انہوں نے بدزبانی کا سہارا لیا ان کی بدزبانی اور ان کے چیلنج کی کس طرح کی گھٹیا بولی ہوتی ہے ان کی تقاریر کے کلپس سے نقل کی گئی چند مثالیں

---

(۱) صحیح البخاری، باب من سئل علما و هو مشتغل فی حدیثه، فأتم الحدیث ثم أجاب السائل، ج:۱، ص:۲۱، دار طوق النجاة، بیروت، ۱۴۲۲ھ

ملاحظہ ہو:

(۱)''بلاؤ۔۔۔۔۔۔کوانڈیا میں، بلاؤ۔۔۔۔۔۔۔۔کے باپ میں دم ہے اکیلا میں آتا ہوں سامنے۔۔۔۔۔بلاؤ۔۔۔اگر دودھ پیا ہے اپنی ماں کا بلاؤ میدان میں''۔

(۲)''تو سنو! اوتر پردیش (اتر پردیش) کی دھرتی سے۔۔۔۔۔۔۔اس ۔۔۔۔۔۔ہجڑے کو چیلنج کرتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔کے بارے میں زبان کھولی تو ۔۔۔کا پوتا شیر ہندوستان کا بیٹا تیری کھال کھینچ کے تیرے جسم میں بُھس بھر دے گا''۔

(۳)''۔۔۔۔۔کا پوت بول رہا ہے، ہم تجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے، چاہے۔۔۔ کا ہو چاہے کسی کا بیٹا ہو''۔

(۴)''میں نے کل بھی چیلنج کیا تھا آج بھی چیلنج کرتا ہوں یہ ایسے ویسے کی اولاد نہیں ہے۔۔۔۔۔کی اولاد کا چیلنج ہے''۔

(۵)''بلاؤ سورت کے ٹپوری مفتیوں کو ان کے باپ میں دم ہے بلاؤ صلح کلی مفتیوں کو رضا کے در کا یہ کتا تمہارے لیے اکیلے کافی ہے''۔

(٦)''چیلنج ہے چیلنج پیچھے مت بولو اگر مرد ہو تو سامنے آؤ تمہاری امّاں نے دودھ پلایا ہے جانے کا کرایہ اِک بار کا اور آنے کا کرایہ اِک بار کا اور پچیس ہزار (25000) روپیے میں دوں گا انعام کا۔۔۔تمہاری امّاں نے دودھ پلایا ہے تو لکھا کے لا یہ عبارت صحیح ہے پچیس ہزار نقد انعام کا''۔

یہ ان کی بدزبانی اور ڈھکوسلے کی کچھ مثالیں پیش کی ہیں اگر مزید سننا ہو تو یوٹیوب پر سرچ کر سکتے ہیں۔

عقل مند کہتے ہیں اور خوب سمجھتے ہیں کہ جس کے پاس دلائل نہیں ہوتے ہیں وہ بد

زبانی کا سہارا لیتا ہے۔ الحمدللہ! بدمذہبوں کا رد ہم بھی کرتے ہیں اور اس کو ضروری بھی سمجھتے ہیں لیکن ایسی زبان جو چرواہوں کی ہو، چوہڑے چماروں کی ہو اس کو استعمال کرنے سے پرہیز وگریز کرتے ہیں ہم تو دلائل وحقائق سے رد کرنا جانتے ہیں ہمیں جہلا کی زبان و بیان کا سہارا لینے کی کیا ضرورت؟

ابھی حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ کے ایک علمی وتحقیقی فتوے کے متعلق ان بدزبان چُھٹ بھئیوں نے کیسی جہالت کی ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ایک نے تو سورت میں گلا پھاڑ کر تقریر کی اور پچیس لاکھ (2500000) روپیے کے انعام کا اعلان بھی کیا۔ جب میں نے وہ تقریر سنی تو اپنے ساتھیوں سے سنا ہوا ایک لطیفہ یاد آیا وہ یہاں بھی ذکر کر دیتا ہوں:

''ایک جاہل مناظر اپنے بیٹے کو مناظرے (جہالت) کے داؤ پیچ سکھا رہا تھا اس نے اپنے بیٹے سے کہا بیٹے آج میں تم کو بہت قیمتی بات بتا رہا ہوں اس کو ہمیشہ گانٹھ باندھ کر رکھنا تم کبھی بھی مناظرہ ہار ہی نہیں سکتے ہو، بیٹے نہیں بہت غور سے باپ کی بات کو سن کر پوچھا ابّا وہ کیا بات ہے؟ کہا بیٹے! تم پوری زندگی کبھی کسی سے بھی مناظرہ ہار ہی نہیں سکتے ہو جس بات کے متعلق مناظرے میں بات ہو وہ تم کو معلوم ہو یا معلوم نا بھی ہو تم خاموش مت رہنا جب چپو گے نہیں تو کبھی ہاروگے بھی نہیں۔ بیٹے نے کہا اور کوئی بات ہو تو بتاؤ مناظرے کے میدان میں اب تو میں بہت آگے نکل چکا ہوں میں آپ کو اس سے بھی بڑی بات بتاتا ہوں جو شاید آپ کو بھی معلوم نا ہو، آپ نے مجھے یہ بتایا کہ خاموش مت ہونا جب چپو گے نہیں تو ہاروگے بھی نہیں لیکن اس میں اور اضافہ کر لیجیے خاموش بھی نہیں رہنا ہے اور گالی گلوج بھی کرنا ہے، بدزبانی بھی کرنا، جب بدزبانی کروگے تو دوسرا انسان ضرور خاموشی اختیار کر لے

گا اور ہماری فتح ہو جائے گی ہم خود کو شیر کہلا سکیں گے۔ باپ نے بیٹے سے کہا واقعی تو مجھ سے بڑا مناظر ہو گیا اب میرے میدان کو تم ہی سنبھالو! میں بڑھاپے میں کچھ آرام کرتا ہوں۔''

بہر حال حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ سے ایک سوال ہوا تھا حضرت محبوب الٰہی کے متعلق تو حضرت نے اس کا ایک تفصیلی و تحقیقی جواب تحریر فرمایا کچھ ان پڑھ، گنوار، حاسدوں اور جاہلوں کو اس پر اعتراض ہوا جب کہ فقہا کے درمیان لفظ خطا کا استعمال شائع اور ذائع ہے ایک مثال ملاحظہ فرمائیں فقہ حنفی کی مشہور و معروف کتاب بنایہ شرح ہدایہ میں ''عبداللہ بن محیریز'' کے حوالے سے بیان کیا گیا کہ انہوں نے حضرت امام ابو محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب کذب کی نسبت کی ہے:

''ودليلها ما رواه أبو داود والنسائي من حديث عبد الله بن محيريز عن رجل من بني كنانة يقال له المخدجي قال كان رجل بالشام يقال له أبو محمد قال الوتر واجب، قال فرجعت إلى عبادة بن الصامت - رضي الله عنه - فقلت إن أبا محمد يزعم أن الوتر واجب، قال كذب أبو محمد''۔(۱)

اس کی دلیل وہ ہے حدیث ہے جس کو ابو داؤد اور نسائی نے عبداللہ بن محیریز جن کو ''مخدجی'' کہا جاتا ہے اور یہ بنی کنانہ کے ایک شخص ہیں سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ شام میں ایک صاحب ہیں جن کو ''ابو محمد'' کہا جاتا ہے انہوں نے فرمایا کہ وتر واجب ہے راوی کہتے ہیں تو میں نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس واپس آکر کہا کہ ابو محمد وتر کو واجب گمان کرتے ہیں تو انہوں نے فرمایا ''**ابو محمد نے جھوٹ کہا**''۔

---

(۱) البناية شرح الهداية، باب صلاة الوتر، ج:۲، ص:۴۷۴، دار الكتب العلمية، بيروت، ۲۰۰۰ء

اگر صاحب بنایہ بھی چھٹ بھئیوں کی طرح حکم لگاتے تو نامعلوم کیا کیا حکم بیان کرتے لیکن وہ اپنی زبانی خود کو مناظر و فاتح کہنے والے نہیں تھے بلکہ بے مثال فقیہ تھے تو انہوں نے فرمایا:

”وقوله كذب أبو محمد أي أخطأ، وسماه كذبا، لأنه شبهة في كونه ضدا، وإنما قاله باجتهاده رأه إلى أن الوتر واجب والاجتهاد لا يدخله الكذب وإنما يدخله الخطأ“۔(۱)

اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول ”كذب أبو محمد“ میں کذب سے مراد ”أخطأ“ ہے کیوں کہ یہ حق کی ضد ہونے میں کذب کے مشابہ ہے، بیشک انہوں نے وتر کے واجب ہونے کو اجتہاد رائے سے کہا ہے اور اجتہاد میں کذب کا دخل نہیں ہوتا ہے بلکہ خطا کا دخل ہوتا ہے۔

اب حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ کے جواب کا وہ حصہ ملاحظہ ہو جس پر حاسدین نے اعتراض کیا:

”اور حضرت محبوب الٰہی اور ان بعض فقہا پر طعن جائز نہیں بلکہ ان کے ساتھ حسن ظن اور ان کا احترام لازم ہے اور حسن ظن یہ ہے کہ ان حضرات سے اس مسئلہ میں خطا سرزد ہوگئی نہ کہ انہوں نے دانستہ حق کو چھوڑا اور باطل کو اپنایا“۔

اس عبارت سے مندرجہ ذیل پانچ (۵) باتیں مفہوم ہوئیں:

(۱) مسئلۂ سجود تحیت کے جواز کی وجہ سے حضرت محبوب الٰہی اور ان بعض فقہا پر طعن جائز نہیں۔

---

(۱) البناية شرح الهداية، باب صلاة الوتر، ج:۲، ص:۴۷۴، دار الكتب العلمية، بيروت، ۲۰۰۰ء

(۲)ان کے ساتھ حسن ظن رکھنا چاہیے۔

(۳)ان کا احترام لازم ہے۔

(۴)ان کے ساتھ حسن ظن یہ ہے ان حضرات سے اس مسئلہ میں خطا سرزد ہوگئی۔

(۵)خطا بھی ایسی ہے جو غیر دانستہ ہے نہ یہ کہ انہوں نے دانستہ حق کو چھوڑا اور باطل کو اپنایا۔

انصاف کی نظر سے اس عبارت کو پڑھا جائے تو اس میں کسی بھی قسم کے اعتراض کی گنجائش تک نہیں ہے لیکن حاسد حسد میں دوپہر کے وقت چمکتے، دمکتے سورج کا بھی انکار کردے تو کوئی تعجب نہیں۔

اس عبارت کے متعلق ایک چُھٹ بھیئے نے سورت میں تقریر کی اور ایک چیلنج بھی کیا ان کی تقریر کے اس حصے کو یہاں نقل کرتا ہوں:

''انہوں نے لکھا کنہوں نے؟ یہ بھی بتاؤں؟ معاذ اللہ لکھا کہ حسن ظن ان کا احترام لازم ہے اور حسن ظن یہ ہے یعنی محبوب الٰہی کے لیے جناب ازہری میاں لکھتے ہیں کہ حسن ظن رکھا جائے، حسن ظن ہے کیا؟ معاذ اللہ! معاذ اللہ کہو کہ اس مسئلے میں ''خطأً'' ان سے ایسا ہوگیا معاذ اللہ! اور خطا ہی نہیں ہوئی محبوب الٰہی سے اور خطا بھی کیسی ہوئی کہ انہوں نے دانستہ حق کو چھوڑا اور باطل کو اپنایا۔

بطفیل اعلیٰ حضرت گجرات سے پچیس لاکھ کا انعام محبوب الٰہی کی چوکھٹ پہ بھروسا کر کے کہتا ہوں ازہری میاں یا ان کی ذریت یہ ثابت کردے الخ''۔

اب اگر چُھٹ بھیئے کو ان کی ہی زبان میں چیلنج کیا جائے تو چیلنج اس طرح ہوگا:

(۱)بلاؤ اگر اس کے باپ میں دم ہے تو جس کو چاہے لے کر آجا، میں اکیلا آتا ہوں، سامنے بلاؤ، اس نے اگر دودھ پیا ہے اپنی ماں کا بلاؤ میدان میں۔

(۲) تو سنو! اوتر پردیش (اتر پردیش) کی دھرتی سے اس ہجڑے کو یہ فقیر قادری چیلنج کرتا ہے کہ اگر تم نے اپنی گندی اور گھنونی، رذیل وخسیس حرکتوں سے باز آنے کی نہیں سوچی تو یہ فقیر قادری تیری کھال کھینچ کے تیرے جسم میں بُھس بھر دے گا۔

(۳) قادری سپوت بول رہا ہے، ہم تجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے، چاہے کسی کا بیٹا ہو۔

(۴) میں نے کل بھی چیلنج کیا تھا آج بھی چیلنج کرتا ہوں یہ ایسے ویسے کی اولاد نہیں ہے بلکہ ایک سنی صحیح العقیدہ کی اولاد کا چیلنج ہے۔

(۵) بلاؤ ان ریڈ یمیڈ مفتیوں کو ان کے باپ میں دم ہے بلاؤ فتنہ پروروں کو رضا کے در کا یہ کتا تمہارے لیے اکیلے کافی ہے۔

(٦) چیلنج ہے چیلنج پیچھے مت بولو اگر مرد ہو تو سامنے آؤ تمہاری امّاں نے دودھ پلایا ہے جانے کا کرایہ اِک بار کا اور آنے کا کرایہ اِک بار کا اور پچیس ہزار (25000) روپے میں دوں گا انعام کا۔۔۔تمہاری امّاں نے دودھ پلایا ہے تو دکھا یہ عبارت اگر عبارت صحیح ہو تو پچیس ہزار (25000) روپے میں دوں گا انعام کا۔

(۷) ''انہوں نے کہا کنہوں نے؟ یہ بھی بتاؤں؟ معاذ اللہ! چھوٹ بھیئے نے کہا معاذ اللہ! معاذ اللہ کہو کہ ''اور خطا بھی کیسی ہوئی کہ **انہوں نے دانستہ حق کو چھوڑا** اور باطل کو اپنایا۔''

بطفیل اعلیٰ حضرت میں فقیر قادری اس تحریر سے پچاس لاکھ (5000000) کا انعام محبوب الٰہی کی چوکھٹ پہ بھروسا کر کے کہتا ہوں کہ چھٹ بھیئے یا ان کے سب اعوان و انصار جو اس جھوٹے معاملے میں ان کے ساتھ شریک ہیں یہ ثابت کر دیں کہ حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ نے یہ تحریر فرمایا ہے جو چھٹ بھیئے نے سورت میں کہا کہ:

''**انہوں نے دانستہ حق کو چھوڑا** اور باطل کو اپنایا۔''

یہ تو چھٹ بھیوں کی زبان میں بات ہو گئی لیکن ہم ایسی زبان استعمال نہیں کرتے ہم

اسلام مذہب مہذب کے پیروکار، ہیں تہذیب ہمیں بچپن سے سکھائی جاتی ہے،فحش زبانی سے بچنے کا حکم ہمیں شریعت نے دیا ہے،غرور وتکبر کی مذمت قرآن وحدیث میں بیان کی گئی ہے تو ہم تہذیب کے ساتھ چُھٹ بھئیوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ اگر واقعی تم سچے ہوتو مباحثے کی تاریخ کا اعلان کرو چاہو تو اپنے آبائی وطن میں بات کرلو ہم تمہارے گھر آکر بھی مباحثے کے لیے ہمہ وقت تیار ہیں صرف تم اس عبارت کو ثابت کردو جس کو تم نے حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ کی جانب منسوب کرکے اس کو ثابت کرنے کا مطالبہ کیا ہے اور اس پر پچیس لاکھ کا انعام لگایا ہے اگر تم اپنی کہی ہوئی بات میں جھوٹے نہیں ہو بلکہ سچے ہو تو اس بات کو ثابت کرو اور مجھ فقیر قادری سے پچاس لاکھ (5000000) کا نقد انعام لو یقینا آپ لوگ اس کو قیامت تک ثابت نہیں کرسکتے کیوں کہ تم نے جھوٹ باندھا ہے، بہتان تراشی سے کام لیا ہے اور جھوٹ کو ثابت کرنا ممکن نہیں۔

اگر آپ کو چیلنج قبول ہو تو خط لکھ کر مجھے اطلاع دیجیے اور ایک تاریخ ایک مقام متعین کرکے دلائل و براہین کی روشنی میں بات کرلیتے ہیں زمانے کے سامنے حق و باطل ظاہر ہو جائے گا۔

ایک طرف تو ان چُھٹ بھئیوں نے چیخ و پکار شروع کی وہیں دوسری جانب ایک بی-اے پاس سید صاحب جو علم فقہ وافتا کی ابجد سے بھی واقف نہیں، تعلیمی لیاقت یہ کہ کسی مدرسے میں پڑھا نہیں، علمی قد اتنا بلند کہ علمی وفقہی عبارات کو دیکھ کر بھی نہ پڑھ سکیں انہوں نے فقہ وافتا کا قلم دان اٹھایا اور سامنے نکل کر آئے اپنے لیٹر پیڈ پر حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ کو معاذ اللہ! گستاخ محبوب الٰہی قدس سرہ گردانا اور ایک فرضی وجعلی دار الافتا کی مہر لگا کر اس کو عام کیا۔موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے خش خشی داڑھی والے،منہاجی ذہنیت رکھنے والے،جعلی قسم کے پیر لوگ جو پہلے سے ہی طاہر القادری کی محبت اور شریعت مطہرہ سے دوری کی وجہ سے حق گو علمائے کرام سے دور ونفور اور بغض وحسد وغیرہ میں گرفتار تھے انہوں

نے بھی اس معاملہ میں بہت دل چسپی دکھائی اور حیدر آباد سے نکلنے والے اخبار ''خطیب دکن'' میں ان ناعاقبت اندیشوں نے صرف مذکورہ مسئلہ کی وجہ سے توہین اولیا کا الزام لگایا۔ یہ چند سطور ان کم فہموں کے لیے لکھی ہیں تاکہ پڑھ کر انصاف کریں اور اپنی بدزبانی سے باز آئیں تحریر میں کسی کا نام اس وجہ سے ذکر نہیں کیا ہے تاکہ ان کو رجوع کرنے میں خفت نہ ہو اب اگر ان کو شریعت سے محبت ہے اپنے دین میں مخلص ہیں تو اپنی جہالت و کم علمی کا اعتراف کرتے ہوئے اپنے رجوع کو عام کریں اور اگر نفس پرستی اور بغض وحسد میں گرفتار ہیں تو پھر انتظار کریں بیشک خدا کی پکڑ بہت سخت ہے۔

''الانسان مرکب من الخطأ و النسیان'' لہٰذا کہیں پر خطا و غلطی کا ہونا یہ بالکل بھی بعید نہیں اگر کہیں پر کوئی شرعی خامی نظر آئے تو ہمیں مطلع فرمائیں ان شاء اللہ اس کی تصحیح کی جائے گی۔ ان تمام احباب کا شکریہ کہ جنہوں نے کسی بھی طرح سے اس دینی وعلمی کام میں میرا تعاون فرمایا۔ اللہ تعالیٰ دونوں جہان میں ان کو اس کی بہتر جزا عطا فرمائے، اور جو لوگ ''لفظ'' خطا کی وجہ سے ''خطا'' میں گرفتار ہیں ان کو اچھی سمجھ عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین بجاہ النبی الأمین الکریم۔

محمد راحت خاں قادری

بانی و ناظم دار العلوم فیضان تاج الشریعہ بریلی شریف

۲۸ / جمادی الاخری ۱۴۳۸ھ، مطابق ۲۸ / مارچ ۲۰۱۷ء

مقدمہ

خلیفۂ حضور تاج الشریعہ مفتی محمد مقصود عالم فرحت ضیائی

مفتی فخر ازہر دار الافتا وصدر المدرسین دار العلوم فیضان قادریہ ہاسپیٹ (کرناٹک)

پیش نظر کتاب مسمیٰ بہا ''سنانِ قادری''.......مولوی سنابل رضا حشمتی کے حضور تاج الشریعہ دام ظلہ کی ایک عبارت پر احمقانہ و جاہلانہ اعتراض کا محققانہ، عالمانہ، بالغانہ، مفکرانہ اور مدبرانہ جواب ہے جو یقیناً لاجواب و بے مثال ہے، سجدۂ تحیت ادیان سابقہ میں جائز تھا، ہماری شریعت طاہرہ، بیضا، غرا محمدیہ علیہ التحیۃ والثنا میں وہ حکم منسوخ ہوا، دلائل ناسخہ کی نیر باریوں نے حرمت کو ثابت کیا جیسا کہ تفسیر جلالین، مدارک، خازن، روح البیان، تفسیر کبیر، فتح العزیز وغیرہم میں واضح طور پر تذکرہ موجود ہے، محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے ''الزبدۃ الزکیۃ لتحریم سجود التحیۃ'' رسالہ رقم فرمایا جس میں نصوص قطعیہ، احادیث متواترہ، اقوال فقہا اور قول مفسرین سے سجدۂ تحیت کی حرمت کو واضح کر دیا ہے، اس کی حرمت پر چالیس احادیث بطور دلائل پیش فرمائی ہیں جس کو دیکھ کر ابو الحسن معروف بہ ''علی میاں ندوی'' جیسا متشدد مخالف بھی مبہوت ہو گیا اور محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی عبقریت کا بادل ناخواستہ اعتراف کرنا ہی پڑا۔

جب دلائل راجحہ، واضحہ، متواترہ اور اجماع قطعی سے سجدۂ تحیت کی حرمت شریعت میں متحقق و ثابت ہے تو اس کے خلاف فتویٰ دینا اور عمل کرنا کرانا حرام ہوگا اور حرام کا مرتکب فاسق ہوتا ہے، قول مرجوح پر فتویٰ دینا اور عمل کرنا حرام ہے، جیسا کہ مقدمۂ رد المحتار میں ہے: ''العمل والفتیا بالضعیف من الروایۃ فھو المرجوح''۔ (مقدمۂ رد المحتار ۱۷۵) ضعیف و کمزور روایت و دلیل کو بنیاد بنا کر فتویٰ دینا اور اس پر عمل کرنا مرجوح کہلاتا ہے۔ ''فیخیر یختیار الأقوی عندہ والا لیق والاصلح''۔ (مقدمۂ رد

المحتار ۱۷۶) اس کے پاس زائد قوی دلائل ہیں تو بہتر ہے کہ سب سے زیادہ لائق اور سب سے زیادہ صالح دلیل کو اختیار کرے اور ایسا ہی کافی میں ہے۔'' و أن الحکم و الفتیا بالقول المرجوح جهل و خرق للإجماع''۔ (مقدمۂ رد المحتار ۱۷۷) قول مرجوح پر فتویٰ دینا اور حکم صادر کرنا جہالت اور اجماع کی مخالفت ہے۔ ''فلا یفتی بغیر الراجح فی مذهبه'' (رد المحتار ج ۱/ ۶۵۳) اس مذہب میں راجح کے علاوہ فتویٰ نہیں دیا جا سکتا ہے۔ ''ان الواجب علی من اراد ان یعمل لنفسه او یفتی غیره ان یتبع القول الذی رجحه علماء مذهبه فلا یجوز العمل او الفتیا بالمرجوح الا فی بعض المواضع''۔ (رسالة ابن عابدین ۱/ ۱۰) جو شخص بذات خود کسی فعل پر عمل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے یا اپنے علاوہ کو کوئی فتویٰ دینا چاہتا ہے تو اس پر واجب ہے کہ اس قول کی اتباع کرے جس کو اس مذہب کے علما نے ترجیح دی ہو بعض جگہوں کے علاوہ قول مرجوح پر عمل کرنا یا فتویٰ دینا جائز نہیں۔

اجماع کی مخالفت بھی باطل و حرام ہے، جیسا کہ علامہ طحطاوی فرماتے ہیں، و خرق الاجماع فهو باطل و حرام (حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار ج ۱/ ۵۰) اس اصول کے پس منظر میں شیخ اکبر حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کا طہارت و ولایت سے لبریز، عظمت بالا سے مملو اور فکر سعید سے پُر فتویٰ کو سرمۂ نظر بنائیں تو آنکھیں نور بار ہو جائیں گی اور عش عش کر اٹھیں گی، سائل نے سوال کیا کہ تعظیمی سجدہ کرنا کیسا ہے؟ جواب عنایت ہوتا ہے ''حرام ہے'' اس کی حرمت پر دلائل راجحہ بطور ثبوت پیش کرتے ہیں اور اس کو حرام ثابت کرتے ہیں، سائل کہتا ہے کہ حضرت محبوب الٰہی علیہ الرحمہ نے جائز کہا ہے، اس کا حکم شرعا کیا ہوگا؟ ان کے ساتھ روابط کی نوعیت کیا ہوگی؟ از روئے شرع دیکھا جائے تو ظاہرا فسق ثابت ہوتا ہے، فعل حرام کے ارتکاب کا حکم لاگو ہوتا ہے، اس کے بعد معاملات سے اجتناب لازم ہو جاتا ہے جس سے حضور محبوب الٰہی علیہ الرحمہ کا دامن تقدیس ولایت تار تار ہوتا دکھائی دیتا ہے، آسمان عرفان کے شہاب ثاقب پر ظلمت کا دھبہ نظر آنے لگتا ہے۔ مگر قربان جاؤں وارث علوم اعلیٰ حضرت پر جنہوں نے نظام الحق والدین حضور محبوب الٰہی علیہ الرحمة والرضوان کے دامن عظمت، چادر رفعت، اور ردائے طہارت و ولایت پر ایک حرف نہ آنے دیا، آپ

جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں، حضرت محبوب الٰہی اوران بعض فقہا پر طعن جائز نہیں بلکہ ان کے ساتھ حسن ظن اوران کا احترام لازم ہے اور حسن ظن یہ ہے کہ ان حضرات سے اس مسئلہ میں خطاء ایسا ہو گیا نہ کہ انہوں نے دانستہ حق کو چھوڑا اور باطل کو اپنایا۔ لہذا ان کے مزارات پر عقیدت سے جانے اوران کے احترام میں مضائقہ نہیں (فتاویٰ تاج الشریعہ ج ۱/ ۲۶۸، ۲۶۹ کتاب العقائد) اس جواب نے شریعت کی لاج بھی رکھ لی اور حضور محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ کے شان ارفع، وقار اعلیٰ پر ایک خراش تک نہیں آنے دی، اس کو اگر بے ادبی پر محمول کیا جائے گا تو پھر ادب کس کو کہا جائے گا بے وقوفی کی بھی حد کردی کہ حق کو باطل جو یہاں منطوق ہے اس کے مفہوم کو سمجھنے سے بھی قاصر رہے اس مقام پر لفظ حق سے مراد قول راجح اور ناسخ ہے اور باطل سے مراد قول مرجوح ومنسوخ ہے، منسوخ پر عمل حرام ہوتا ہے، جن کو ان اصول سے واقفیت نہ ہو وہ فتوی جاری کرے قیامت ہے" اتباع الھواء حرام"۔

اصطلاح خطا کی وضاحت:

خطأ الخطا و الخطاء ضد الصواب و قد اخطا و فی التنزیل:" لَیسَ عَلَیکُمْ جُنَاح فِیْمَآ اَخْطَاتُم بِهٖ"(القرآن بحوالہ لسان ج ۱/ ۸۰)قال المنذری سمعت ابا الھیثم یقول، خطئت لما صنعه غیر عمدا و ھو الذنب و اخطات لما صنعه غیر عمد"۔

لہذا واضح ہوا خطا کی دو قسمیں ہیں: و الخطیئة، الذنب علی عمد و الخطا الذنب فی قوله تعالیٰ: اِنَّ قَتْلَھُمْ کَانَ خِطْاً کَبِیْرًا (القرآن) ای انما و قال تعالیٰ: اِنَّا کُنَّا خٰطِئِیْنَ (القرآن) ای اثما آیات بینہ سے خطا بالعمد اور خطا بغیر العمد کا ثبوت روشن ہے، عمد لزوم گناہ کا باعث ہے اور غیر عمد لزوم گناہ کی نفی کا باعث ہے، حضور تاج الشریعہ کے فتاوی کی عبارت سے خطا بغیر العمد آشکار ہے۔ ارشاد ربانی ہے: وَمَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ (الحج ۷۸/) دین میں تم پر کوئی حرج نہیں ہے، الحرج و ھو مرفوع بالنص، حرج کا حکم اٹھا لئے جانے پر نص وارد ہوا۔

عبدالغنی نابلسی اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: **بما یشیر معنی قوله تعالی: رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا** (البقرۃ ۲/ ۲۸۵) **الی ان المراد بالخطا الذی نطلب عدم المواخذۃ علیه** (نہایۃ المراد فی شرح ھدیۃ ابن عماد /۲۶۳) اللہ تعالیٰ کے فرمان کا معنی اس جانب مشیر ہے کہ ہمارا رب ہماری خطا اور بھول پر باز پرس نہ فرما، اس سے مراد وہ خطا ہے جس پر عدم مواخذہ کا مطالبہ ہے۔ جس سے واضح ہے کہ اس سے بچنا انسان کے اختیار میں نہیں ہے، نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان عالی شان ہے: **الانسان مرکب عن الخطا والنسیان** (جامع الکلم /۱۵۷) انسان خطا ونسیان سے مرکب ہے، جب یہ چیز انسانی وجود میں شامل ہے تو اس کے صدور سے بچنا ناممکن ہوا اور جس چیز سے بچنے کی طاقت مفقود ہو انسان اس چیز کا مکلف نہیں ہوتا ہے، جیسا کہ قرآن میں ہے: **لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا** (القرآن) جس کا انسان مکلف نہیں اس کے صدور یا عدم صدور پر گناہ نہیں، اس لئے تو فقہا کرام نے فرمایا کہ ''سہو'' نسیان، زلال اور خطا کے ہوجانے پر گناہ نہیں ہوتا ہے، (مقدمۂ رد المحتار ج ۱/ ۱۵۰/ رسالہ ابن عابدین /۷) خود حدیث شریف میں ہے: **''ان اللہ تعالی رفع عن امتی الخطا والنسیان وما استکرہ علیه''** احمد، ابن حبان، ابن ماجہ، ابن المنذر، امام دار قطنی، امام حاکم اور امام بیہقی اپنی سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ میری امت سے خطا ونسیان اور جس کام پر اس کو مجبور کیا گیا ہو اس سے درگذر فرما دیا گیا ہے۔ دوسری روایت میں اس طرح ہے: **''وضع عن امتی الخطا والنسیان''** (طبرانی المعجم الاوسط ج ۱/ ۱۶۱) حق تعالیٰ نے میری امت سے خطا و نسیان کو معاف فرما دیا ہے۔

اس خطا کے انتساب پر حضور تاج الشریعہ کی جانب اہانت آمیزی کا الزام لگانا اور اس کے بہانے نظام الحق والدین کی مقدس ذات کی جانب لفظ خطا کار کو منسوب کرنا کیا یہی حضور محبوب الٰہی علیہ الرحمہ سے محبت ہے؟ کسی نے خوب کہا ہے: بے حیا باش ہرچہ خواہی کن!

صاحب مقدمہ رد المحتار فرماتے ہیں: **''الفطرۃ الانسانیۃ غیر ممنوع من وقوع الخطا والسھو فی امور الدنیویۃ والدینیۃ کلھم قد یقع الخطائ اشارۃ الی ان**

ذالک واقع لا عن اختیار فالاثم مرفوع والصواب ثابته" (مقدمۂ ردالمحتار ج ۱/ ۱۵۰)

تمام امور دنیوی و دینی میں خطا اور سہو کے واقع ہونے سے فطرۃ انسانیہ غیر مانع ہے (یعنی خطا واقع ہونے سے نہیں روک سکتی) کبھی خطا وزلل واقع ہو جاتی ہے کیوں کہ وہ انسان کے وجود میں شامل ہے، خطا وزلل ان لوگوں کے شعار سے ہے اور خطا سے تعبیر کرنا اس بات کی جانب مشیر ہے کہ اس کا واقع ہونا غیر اختیاری ہے، تو گناہ ختم ہے اور صواب ثابت ہوا۔

و السهو منشاها الخطا فی النقل او سبق النظر (رسالہ ابن عابدین) سہو کا منشا نقل یا سبقت نظری میں خطا ہے، **السهو و النسيان واحد عند الفقها** (در مختار ج ۲/ ۵۳۹) **و فی جمع الجوامع : "السهو الغفلة عن المعلومات و النسيان زوال المعلومات و قال الحكما: السهو زوال الصورة عن المدركة مع بقائها فی الحافظة و النسيان زوالهما عنها معا فحينئذ يحتاج فی تحصيلها الی سبب جديد**"۔ (در مختار ج ۲/ ۵۳۹ ۵۳۰) اور جمع الجوامع میں ہے: سہو معلومات سے غافل ہونا ہے اور نسیان معلومات کا زائل ہونا ہے اور حکما نے کہا کہ سہو حافظہ میں اس کے بقا کے باوجود مدرکہ سے صورت کا زائل ہونا ہے اور نسیان ان دونوں سے ساتھ ساتھ زائل ہونا ہے، تو اس وقت اس کے تحصیل میں نئے سبب کا محتاج ہوگا۔ **اذا لا اثم علی الساهی** (ردالمحتار ج ۲/ ۵۳۰) ساہی پر کوئی گناہ نہیں ہے، اس سے واضح ہو گیا کہ خطا، نسیان، زلل اور سہو کے واقع ہو جانے سے آدمی گنہگار نہیں ہوتا ہے نہ ہی اس کی عظمت شان پر کوئی حرف آتا ہے۔

ان حوالہ جات سے روشن ہے کہ حضور تاج الشریعہ دام ظلہ کے رشحات قلم سے جو جواہر پارے صدر قرطاس پر بکھرے ہیں ان میں سے کسی ایک سے بھی بے ادبی و گستاخی کا تصور بھی محال ہے بلکہ ایک ایک حرف آسمان ولایت کے آفتاب، فلک عرفان کے مہتاب، چمنستان چشت کے گلاب لاجواب، نظام الحق والدین حضور محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ تقدس مآب میں سراپا ادب بن کر اپنی زبان حال سے اپنے مخدوم کی عظمت و رفعت، شان و شوکت اور مراتب علیا میں رطب اللسان نظر آ رہا ہے۔

مولوی سنابل رضا حشمتی، سید فرید الحسن اجمیری اور اس کے حاملین کی جہالت مطلقہ

حماقت محضہ ہے کہ کمال ادب کو بے ادبی کا نام دے کر انہوں نے خود اہانت و گستاخی کا ارتکاب کیا ہے اور منہاجیوں سے کروایا ہے، حضور تاج الشریعہ دام ظلہ کی آڑ میں بے شمار وان گنت عظیم شخصیات اسلامیہ کے دامن زہد وتقویٰ پر توہین وتنقیص اور گستاخی و بے ادبی کا دھبہ لگا کر ان کی رفعت ولایت کو مجروح کر دیا ہے، مثلا: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ و حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مابین جنگ سے متعلق اہل سنت کا موقف یہ ہے: "مذھب اھل السنة والحق احسان الظن بھم والامساک" دونوں حضرات سے حسن ظن رکھا جائے اور جنگ سے متعلق سکوت اختیار کیا جائے، وکان بعضھم مصیبا و بعضھم مخطئا معذورا فی الخطا وکان علی رضی اللہ عنہ ھو الحق المصیب فی ذالک الحرب (شرح صحیح المسلم للنبوی) ایک گروہ راہ صواب پر تھا دوسری جماعت صواب پر نہیں تھی وہ اپنی خطا میں معذور ہیں، اس جنگ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ حق وصواب کے مقام پر گامزن تھے، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ بھی صحابہ رضوان اللہ اجمعین کی تعداد کثیر تھی بلکہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی ان کی حمایت میں تھیں سب کی جانب لفظ خطا کا انتساب ہے، اس اعتبار سے اہل سنت کے سارے افراد پر بے ادبی کا الزام عائد ہوگا۔ نعوذ باللہ من ذالک

اس مقام پر قادریت، چشتیت، نقشبندیت، اور سہروردیت بلکہ اشاعرہ و ماتریدیہ سب کے سب سمٹ آتے ہیں، حضرت حوا نے ان کی معاونت کی (مسند الفردوس از دیلمی ج ۴/ ۱۲۳) تفسیر در منثور ج ۱/ ۱۴۹) حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرمان ہے: تو نے ایسی خطا کی، اس کو امام ابوبکر شافعی نے الغیلانیات میں حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے (در منثور ج ۱/ ۱۵۱) قال الحضرمی سمعت من جانب بن الحارث یقول : ھذا خطا اخطا فیہ شریک (مجمع الزوائد کتاب الاطعمہ ۲۰/ ۱۹) اقصرت فی الصلوة ام نسیت یا رسول اللہ (الحدیث) نماز میں کمی کر دی گئی یا آپ بھول گئے، یاد رکھئے گا معطوف الیہ معطوف ذاتا وحکما ایک ہوتے ہیں حدیث میں خطا کا عطف نسیان پر ہوا ہے، محدث بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، اور یہ ممکن ہے کہ بعض آیات کا نسیان

ہوا ہو (الملفوظ ج ۳/ ۸،۹)

ذہن میں یہ بات رہے کہ نسیان کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہے، حضرت حسن بصری سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ قرآن پڑھا پھر اسے بھول گئے، ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رات میں وحی نازل ہوتی اور دن میں بھول جاتے (تفسیر ابن کثیر ج ۱/ ۱۵۰) جب حضرت داؤد سے ایک لغزش ہوئی (جامع الکلم، ملفوظات گیسو دراز علیہ الرحمہ ۱۱۹) اگر کسی بزرگ سے کوئی لغزش ہو جائے (جامع الکلم ۳۸۵، ملفوظات بندہ نواز علیہ الرحمہ) حضرت آدم علیہ السلام کی لغزش گیہوں کے دانہ کی وجہ سے واقع ہوئی، (سبع سنابل شریف ۸۱) منقول ہے کہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے کوئی لغزش واقع ہوگئی (سبع سنابل شریف ۱۸۶) کہاوت ہے: اول الناس اول الناسئین پہلا آدمی سب سے پہلا بھولنے والا ہے، بھول کر ہی تو وہ خوشۂ گندم کھایا، (اہل سنت کی آواز ۲۴/ اکتوبر ۱۹۹۹ء حضور احسن العلماء علیہ الرحمہ)

شیر بیشۂ اہل سنت ملا علی قاری کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ میں ان سے غلطی ہوئی اور انہوں نے تشدد سے کام لیا جو یقینا غلط ہے، (فتاویٰ حشمتیہ ۸۱، ۸۳)

مفتی عنایت احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں حجۃ الاسلام فرماتے ہیں کہ ان سے اس مسئلہ کے بیان میں سہو واقع ہوا (فتاویٰ حامدیہ/ ۴۰) کثیر تعداد میں لوگوں نے اس کا استعمال کیا ہے۔ ان المجتهد يخطی و يصيب و انه مثاب علی كل حال (نہایۃ المراد ۲۶۱)

مجتہد اپنے اجتہاد میں کبھی خطا کرتا ہے اور کبھی راہ صواب پاتا ہے مگر دونوں صورتوں میں وہ مستحق صواب ہوتا ہے، معلوم ہوا کہ مخلص کوشش بھی اللہ کے نزدیک پسندیدہ اور محبوب فعل ہے، یہاں مجتہدین کی جانب خطا کا انتساب ہے اور سارے اہل سنت کا یہی موقف ہے، قال اذا سئلنا عن مذهبنا و مذهب مخالفينا فی الفروع يجب علينا انه مثاب ان نجيب بان مذهبنا صواب يحتمل الخطا و مذهب مخالفينا خطا يحتمل الصواب لانک لو قطعت القول لما صح کل مجتهد يخطی و يصيب (نہایۃ المراد ۲۶۲) جب مسائل فروعیات میں ہمارے و دیگر ائمہ کے مسائل استنباطیہ فرعیہ سے متعلق سوال ہوگا تو ہم

پر لازم ہے کہ جواب دیں کہ ہمارا مذہب درست ہے، البتہ خطا کا احتمال ہے اور دیگر ائمہ کے مذہب میں خطا ہے البتہ صواب کا احتمال ہے کیوں کہ ہر مجتہد خطا کرتا ہے اور راہ صواب پا تا ہے قطع کلام سے یہ فقرہ صحیح ہو جائے۔

مقام غور ہے کہ اپنے امام کے علاوہ سارے ائمہ اور اس کے مقلدین پر خطا کی نسبت کی جا رہی ہے، مولوی سنابل رضا و سید فرید الحسن اور اس کے مصاحبین میں دم ہے تو سب پر اہانت آمیزی کا حکم عائد کریں، پورے اہل سنت کو گستاخ و بے ادب کہیں، جس میں غوث و خواجہ اور رضا سب شامل ہیں جس سے خود بھی یہ حضرات اپنا دامن نہیں بچا سکتے۔ جن لوگوں نے مذمتی بیان دیا ہے وہ بھی اس آئینے میں اپنا چہرہ دیکھ لیں، کہ انہوں نے قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی، بلکہ حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی آڑ میں سارے اہل سنت کو گستاخ و بے ادب کہہ دیا ہے۔

اس فتنہ پرور، یتیم العقل و العلم، محروم القسمت، انانیت کا شیطان اعظم، مغرور زمانہ، جاہل مطلق سنابل رضا و فرید الحسن اور ان کے مصاحبین نے پوری قوم کو کس مقام پر لا کھڑا کیا ہے آنکھ کھول کر ذرا دیکھ لیں یہ کیا قیامت کبریٰ سے کم ہے کہ جاہلوں کی ٹولی کو اسلام کا مفتی بنا دیا اور اس طرح اسلام اور شریعت اسلامیہ کا مذاق اڑایا، اس کے باوجود بڑی بڑی ڈینگیں ہانکنے والے محققین اور مصنوعی مرکزیت کے حاملین و معلن کی زبان پر سکوت کے تالے (الامان والحفیظ) قیامت در قیامت ہے۔

فقہا کے نزدیک عوارض کی دو قسمیں ہیں ایک عوارض سماویہ یعنی افعال غیر اختیاریہ دوسرا عوارض غیر سماویہ یعنی افعال اختیاریہ (اصول بزدوی ۲۲۹، کشف الاسرار ج ۲/ ۲۸۲) التوضیح صدر الشریعہ ج ۲/ ۷۲) التلویح تفتازانی ج ۲/ ۷۶۰)

"عوارض سماوی ان لم یکن للعبد فیھا اختیار و اکتساب"۔ (التلویح تفتازانی ج ۲/ ۷۴۰) ایسے عوارض جن کے صدور میں انسانی اختیار و کسب کو دخل نہ ہو، وہ عوارض سماویہ کہلاتے ہیں۔

کتب اصول میں ایسے عوارض کی گیارہ قسمیں ہیں جس میں نسیان و خطا کا ذکر بھی

ہے، اگر آدمی میں ان عوارضات میں سے ایک بھی پایا جائے تو وہ قانون کی خلاف ورزی کر دے تو قانون اس کو نہ گنہگار کہتا ہے نہ اس کو خلاف اصول کام کے ہو جانے پر کوئی سزا دیتا ہے چونکہ وہ معذور ہے، مثلا: قبلہ مشتبہ ہو جائے کوئی رہنمائی کرنے والا بھی نہیں تحری کر کے تعین قبلہ کر لے اور نماز پڑھ لے اس کے بعد معلوم ہو کہ تعین قبلہ میں خطا کی ہے تو نماز ہو جائے گی، لوٹانے کی ضرورت بھی نہیں اور نہ ہی گنہگار ہوگا، اس طرح کے کثیر نظائر کتب فقہ میں موجود ہیں، احوال راویان میں کثرت سے خطا کا انتساب موجود ہے جس کا ذکر یہاں ممکن نہیں، یہ مقام ہے نائب خیر الوریٰ، مظہر غوث اعظم، عاشق اولیا، وارث علوم اعلیٰ حضرت، پرتو حجۃ الاسلام، جانشین مفتیٔ اعظم ہند، نور نظر مفسر اعظم، آبروئے اہل سنت، قطب الارشاد، مرجع الخلائق، قاضیٔ القضاۃ فی الہند، فخر ازہر، نازش اسلام، غسال کعبہ، تاج الشریعہ، بدر الطریقہ، حضور سیدی علامہ مفتی الشاہ محمد اختر رضا خاں المعروف ازہری میاں بریلوی دام ظلہ العالی کا کہ ان کے رقم شدہ ایک لفظ پر جماعت جاہلین نے انگشت نمائی کی تو قانون اسلام نے ان کو رسوا سر بازار کر دیا ہے اور اکابرین اہل سنت کی متفقہ طور پر حمایت و تائید حضور تاج الشریعہ کے ساتھ ہے۔

مئولف کتاب محب گرامی حضرت علامہ مولانا مفتی محمد راحت خاں قادری صاحب زیدت معالیہ طبقات محققین میں ایک انتہائی معتبر و مستند اور اعلیٰ معیاری شخصیت کا نام ہے، سپاہیان مسلک اعلیٰ حضرت کی صفوں میں نمایاں طور پر دکھائی دیتے ہیں، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ فنا فی الشیخ کے منصب جلیلہ پر فائز ہیں، فکر میں وسعت، جذبے میں صداقت، اور زبان و بیان میں کامل فصاحت و بلاغت ہے، دین وسنیت بالخصوص رضویت کے فروغ میں ہمہ تن مصروف رہتے ہیں، دینی و ادبی اور فنی اعتبار سے آپ کا قلم حوالے کی حیثیت رکھتا ہے، ان کے تخیلات کا شہباز عرش پرواز ہے ان کی ذات تحریکی بھی ہے اور تقلیدی بھی ہے، حقانیت و صداقت کے پرستار ہیں قلمی دنیا کے بے تاج بادشاہ مانے جاتے ہیں، ان کی کئی تصانیف تحقیق انیق کے ساتھ منظر نامے پر آ کر اپنی جامعیت کا لوہا منوا چکی ہیں بلکہ یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ ان کی معیاری تحقیق کے روبرو بڑے بڑے کج کلاہان زمن محققین کا سر خمیدہ

نظر آتا ہے، نقد و نظر، جرح و تعدیل کی وادیوں میں قدم رکھتے ہیں تو ایوان باطل کی تحریرات کا شیش محل بھی چکنا چور ہو کر زمین بوس ہو جاتا ہے، اور اپنی کم مائیگی پر حسرت و یاس کی سسکیاں لینے پر مجبور ہوتا ہے، گوناگوں کمالات و محاسن کے مالک ہیں، میرے اس دعوے کی شہادت جہاں تحقیقات بدیعہ ماضیہ دیتی ہیں وہیں کتاب مذکور کا ایک ایک حرف اس پر شاہد ہے، دلائل و براہین کا بحر بیکراں معجزن ہے اور کلک رضا خنجر خونخوار برق بار کی شکل میں اغیار پر حملہ آور ہیں، جس سے سنابل رضا، فرید الحسن اور اس کی بٹالین کے ہفوات و بکواسات کا جنازہ نکل چکا ہے بلکہ بے غیرتی و بے حسی کی بدبودار لاش کے مانند تعفن دے رہا ہے۔

اللہ عز و جل اس صداقت کے تاجدار، اہل سنت کے وفادار، کلک رضا خنجر خونخوار برق بار، تاج الشریعہ کے فرزند روحانی کو شش جہات سے مزید عروج و ارتقاعطا فرما کر مقبول بارگاہ خیر الانام بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کچھ دنوں قبل حضرت خواجہ غریب نواز سرکار خواجہ معین الدین حسن سنجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقدس ومبارک شہر اجمیر مقدس کے ایک بی-اے پاس سید صاحب کے لیٹر پیڈ پر ایک تحریر پڑھی جس کو گمراہ و بدمذہب، حاسدین و اعدا جیسے لوگوں نے خوب مزہ لے کر شیئر کیا منہاجیوں کی تو خوشی میں باچھیں کھل گئیں۔اس لیٹر پیڈ میں وارث علوم اعلیٰ حضرت قاضی القضاۃ فی الہند تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا خاں قادری ازہری دامت برکاتہم العالیہ پر کے ایک فتوی کی وجہ سے معاذ اللہ! شیخ المشائخ نظام الحق والدین حضور سیدنا سرکار نظام الدین اولیا محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں گستاخی کا الزام لگایا۔

حق گوئی و بیباکی جس کا طرۂ امتیاز ہو، جو شریعت مطہرہ کے مقابل اپنے بیگانے، امیر و فقیر، چھوٹے اور بڑے کا امتیاز نہ کرتا ہو بلکہ جو شرع مطہر کا حکم ہے وقت ضرورت اس کو بیان کرتا ہو اگرچہ زمانہ اس کی مخالفت کرے کتنے بھی لوگ اس سے مخاصمت رکھیں لیکن رب قدیر جو سارے عالم کو پیدا کرنے والا ہے وہ ایسے شخص کو عزت دیتا ہے اور ایسے پرہیزگار و متقی سے مخاصمت و معاندت کرنے والا ہمیشہ ذلیل ورسوا ہوتا ہے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ نے یہی کیا تھا آپ کا یہی شیوہ تھا تو حالات کیسے بنے خود آپ ارشاد فرماتے ہیں:

اِک طرف اعدائے دیں اور ایک طرف ہیں حاسدیں
بندہ ہے تنہا شہا تم پہ کروڑوں درود

چاروں طرف سے مخالفین و معاندین حق کو دبانے کی کوش کرتے رہے لیکن زمانہ دیکھ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخالفین و معاندین کو رسوا و ذلیل کیا اور حق گو محافظ شریعت کو ایسا بلند اور ارفع و اعلیٰ فرمایا کہ زمانہ دیکھ رہا ہے:

وادی رضا کی کوہِ ہمالہ رضا کا ہے

جس سمت دیکھیے وہ علاقہ رضا کا ہے

یہی حال حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ کا ہے آپ حکم شرع بیان فرمانے میں اس بات کی پرواہ نہیں کرتے کہ یہ حکم امیر سے متعلق ہے یا غریب سے، اپنے سے متعلق ہے یا بیگانے سے، گھر والے سے متعلق ہے یا باہر والے سے بلکہ آپ خدا و رسول کی رضا و خوش نودی کے لیے رات و دن دینی کاموں میں مصروف رہتے ہیں اور حضور سیدنا محی الدین محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول پر عمل پیرا رہنے کو اپنا سب کچھ تصور کرتے ہیں:

الشرع حکم محق سیف سطوة قهره من خالفه وناواه واعتصمت بحبل حمایته وثیقات عری الاسلام وعلیه مدار امر الدارین وباسبابه انیطت منازل الکونین۔(۱)

شرع وہ ہے جس کے صولت قہر کی تلوار اپنے مخالف ومقابل کو مٹا دیتی ہے اور اسلام کی مضبوط رسیاں اس کی حمایت کی ڈوری پکڑے ہوئے ہیں۔ دو جہاں کے کام کا مدار فقط شریعت پر ہے۔ اور اس کی ڈوریوں سے دونوں عالم کی منزلیں وابستہ ہیں۔ اسی وجہ سے جو بھی غلط روش کو اختیار کرتا ہے وہ حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ کی حق گوئی کے سبب آپ سے حسد و معاندت میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ اسی مرض میں گرفتار ہو کر ماضی میں بہت سے لوگوں نے آپ کی بلند و بالا ذات پر کیچڑ اچھالنے کی کوششیں کیں لیکن زمانہ گواہ ہے کہ ان کو منہ کی کھانی پڑی اس کی ایک چلتی پھرتی مثال پاکستانی ڈاکٹر طاہر القادری ہے جس نے بے راہ روی کو اپنا اوڑھنا، بچھونا بنایا بہت سے لوگ اس کی کھلے عام یا خاموش تائید کرتے رہے اور اس کا ساتھ دے کر حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ کی مخالفت کرتے رہے لیکن اس کے باوجود حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ حق و صداقت کی دیوار آہنی بن کر ان فتنوں سے اہل

---

(۱) بہجۃ الاسرار ذکر فصول من کلامه مرصعا بشیئ الخ مصطفی البابی مصر ص ۴۰

سنت وجماعت کی حفاظت وصیانت میں سینہ سپر رہے۔

حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ سے ایک استفتا کیا گیا جو مندرجہ ذیل چند سوالات پر مشتمل تھا۔

استفتا:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل ذیل میں کہ:

سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ فتاویٰ رضویہ جلد دہم قلمی میں تحریر فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ سجدۂ تحیۃ حرام ہے لیکن عند التحقیق اس حد تک نہیں کہ قائل خلاف پر اندیشۂ کفر ہو۔

"کیف و قد قال به سلطان الاولیاء نظام الحق والدین رضی اللہ تعالیٰ عنه واستدل به بانه کان واجبا الامر ثم نسخ الوجوب فیبقیٰ الندب"۔

نیز فوائد الفواد کی عبارت سے بھی ظاہر ہو رہا ہے کہ محبوب الٰہی حضرت نظام الدین محبوب اولیاؤ قدس سرہ تحیۃ کے جواز کے قائل تھے۔ نیز اسی محقق موصوف نے اپنی کتاب مشہور مدارج النبوۃ جلد اول کے فصل در سجدۂ شکر میں تحریر فرمایا ہے کہ:

"یک قسم دیگر است که آں را سجدۂ تحیۃ گویند و در بعضے روایات فقیه رخصتے دراں واقع شده مختار کراہت و حرمت است"۔

(اس عبارت سے نیز ذیل کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ مسئلہ سجدۂ تحیۃ ما بین الفقہا مختلف فیہ ہے۔)

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"بعضے از فقہا ہر چند سجدۂ تحیۃ سلاطین تجویز نموده اند اما لائق حال سلاطین عظام آں است که دریں امر بحضرت حق

سبحانہ و تعالیٰ تواضع نمایند۔ وایں نہایت تذلیل را بغیر او تعالیٰ تجویز نکنند۔ حضرت سبحانہ و تعالیٰ عالمے رامسخر ایشاں گدانیدہ است و محتاجے ایشاں ساختہ شکر ایں نعمت عظمی بجا آوردہ تواضع چنیں را کہ مبنی از کمال عجز و انکسار است بجناب قدس او تعالیٰ مسلم دارند ودریں امر با او شرکت نجویند۔

ہر چند جمع (ازفقہا) تجویز ایں معنی نمایند انا حق تواضع ایشاں باید کہ تجویز معنی نکنند۔'' مکتوبات ج۲ ص۳۳۵۔ مکتوب ص۹۲۔

نیز مشکوۃ ص ۳۹۶ پر حدیث ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابوخزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی پر سجدہ کیا۔

پس ان تمام عبارتوں کے پیش نظر مفصل طور پر لکھا جائے۔

(۱) کہ زید سجدہ تحیۃ کو حرام سمجھتا ہے لیکن اس کے باوجود مجوزین سجدۂ تحیۃ سے میل ملاپ رکھتا ہے ان سے بائیکاٹ اور قطع سلام وکلام نہیں کرتا آیا شرعاً زید کا یہ فعل قبیح ہے یا نہیں۔ اگر قبیح ہے تو حضرت نظام الدین اولیا وبعضے فقہا (جن کی عبارتوں سے جواز ثابت ہو رہا ہے) کو محترم و قابل عظمت جاننا اور ان کے مزارات پر جانا اور ان کے ماننے والوں کو قابل عزت جاننا اور ان سے سلام وکلام کرنا کیسا ہے؟

(۲) نیز حدیث پاک کے پیش نظر کوئی شخص اپنے پیر یا استاد کی پشت یا پیشانی پر سجدہ کرے تو اس کا یہ فعل جائز ہوگا یا ناجائز؟ نیز یہ حدیث حضرت ابوخزیمہ کے لئے مخصوص ہے یا غیر مخصوص جو بھی حکم دیں، نہایت واضح اور تحقیقی جواب دلائل کے ساتھ تحریر فرمائیں۔

(۳) جب سجدۂ تحیۃ مابین الفقہا مختلف فیہ ہے تو کیا ایسی صورت میں مجوزین سجدہ تحیۃ کو تارکین صلوٰۃ وصوم کی طرح لعن وطعن کرنا اور قابل نفرین و ملامت سمجھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۴) زید مروجہ قوالی کو حرام سمجھتا ہے اس کے باوجود قوالی سننے والوں سے میل ومحبت رکھتا ہے سلام وکلام کرتا ہے شادی و بیاہ کرتا ہے۔ ان کے پیچھے نماز پڑھتا ہے۔ اور بھی افعال محمودہ انجام دیتا ہے۔ آیا زید کا یہ فعل شرعاً جائز ہے یا ناجائز اور اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

حضور تاج الشریعہ کا جواب

(۱) سائل نے جس قدر عبارتیں سوال میں نقل کیں ان سب کا حاصل یہی ہے کہ انبیا، اولیا کو سجدۂ تحیۃ ناجائز وحرام ہے اور یہ کہ یہی صحیح ومختار ہے اور اس کا خلاف خطا ہے اور مفتی پر لازم ہے کہ وہ اسی قول پر فتویٰ دے جو صحیح ومعتمد ہو اور اسی پر عمل کرے۔ درمختار میں ہے:

”اما نحن فعلینا اتباع ما رجحوہ و ما صححوہ کما لو افتونا فی حیاتھم“۔(۱)

جسے ائمہ مذہب نے صحیح وراجح بتایا اسی طرح وہ اپنی حیات میں ہمیں فتوی دیتے تو ہم پر ان کی پیروی لازم ہوتی۔

اس سے صاف ظاہر کہ مذہب معتمد کی تسلیم اور اس پر کاربند ہونے کے سوا ہمیں کوئی چارۂ کار نہیں اور اس کے معارضہ کا اپنی رائے یا کسی دلیل سے ہمیں حق نہیں پہنچتا۔ فاضل مصری سیدی احمد طحطاوی اس کے تحت حاشیہ میں فرماتے ہیں:

”وھٰذا اشارۃ الی التسلیم وعدم المعارضۃ باستظھار او بدلیل آخر“۔(۲)

---

(۱) درمختار، ج ۱، ص ۱۸۰، ۱۸۱، المقدمۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

(۲) حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار، ج ۱، ص ۵۲، المقدمۃ، مطبع دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر، بیروت

اسی میں ہے:

"الفتیا بالقول المرجوح جهل و خرق الاجماع"۔(۱)

یعنی مذہب مرجوح پر فتویٰ دینا جہل اور اجماع کی مخالفت ہے۔اس پر طحطاوی میں ہے:

"قوله (جهل) ای من القاضی و المفتی بما نصوا علیه من ان ذلک لا یعمل به قوله (و خرق الاجماع) فهو باطل و حرام"۔(۲)

ان عبارتوں سے صاف ظاہر کہ قول مرجوح پر فتویٰ دینا باطل و ناجائز وحرام اور خود سائل کی منقولہ عبارتوں سے سجدۂ تحیت کا جواز مرجوح و ناصواب ہونا ظاہر تو مذہب صحیح ومعتمد سے صرف نظر کر کے سجدۂ تحیت کے جواز کا فتویٰ دینا حرام اور اس کا مرتکب فاسق، اور فاسق سے میل جول بے مصلحت شرعیہ خود فسق وحرام۔ قال تعالی:

{وَإِمَّا يُنسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلاَ تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِيْن} (۳)

تفسیر احمدی میں ہے:

"الظالمین یعم المبتدع و الفاسق و الکافر و القعود مع کلهم ممتنع"۔(۴)

و اللہ تعالی اعلم۔

اور حضرت محبوب الٰہی اور ان بعض فقہا پر طعن جائز نہیں بلکہ ان کے ساتھ حسن ظن اور ان کا احترام لازم ہے اور حسن ظن یہ ہے کہ ان حضرات سے اس مسئلہ میں خطا سرزد ہوگئی

---

(۱) الدر المختار، ج ۱، ص ۱۷۷-۱۷۶، المقدمة، دار الکتب العلمیة، بیروت

(۲) حاشیة الطحطاوی علیٰ الدر المختار، ج ۱، ص ۵۰، المقدمة، مطبع دار المعرفة للطباعة والنشر، بیروت

(۳) سورۂ انعام-۶۸

(۴) تفسیرات احمد، ص ۲۵۵، مطبع رحیمیه

نہ کہ انہوں نے دانستہ حق کو چھوڑا اور باطل کو اپنایا۔ لہٰذا ان کے مزارات پر عقیدت سے جانے اور ان کے احترام میں مضایقہ نہیں اور ان کے وہ معتقدین جو اس مسئلہ میں بعد وضوح حق ان کے ہم خیال نہیں ان سے میل جول میں بھی حرج نہیں ہاں جو دانستہ ناحق پر مصر ہوں ضرور مستحق ترک ہیں۔ **واللہ تعالی اعلم۔**

(۲) اس کی اجازت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص حکم اقدس سے صرف ابو خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہوئی اور یہ خود اسی حدیث سے ظاہر ہے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ حکم عام نہ تھا جیسا کہ ظاہر ہے بلکہ وہ ایک واقعہ معینہ ہے تو اس کا اس سے تمسک جائز نہیں علما بالاتفاق فرماتے ہیں: "**واقعة عين لا عموم لها**"۔ لہٰذا اب کسی کو کسی حیلہ سے اجازت نہیں کہ اپنے پیر کی پیشانی یا پیر پر سجدہ کرے کہ شرعا سد ذرائع و دفع مفاسد، جلب مصالح پر مقدم ہے۔

اشباہ میں ہے:

"**درء المفاسد اولی من جلب المصالح**"۔ (۱) **واللہ تعالی أعلم۔**

(۳) مجوزین سجدۂ تحیت کا حکم گزرا اور لعنت کسی عالم پر جائز نہیں۔ البتہ ان کے فعل کی تقبیح میں حرج نہیں بلکہ علما پر لازم ہے اور عوام کو ان کے اس مسئلہ سے احتراز لازم ہے اور علما کی تصحیح و تشنیع سے احتیاط ضرور کہ علما ہادی و رہنما ہیں اور عوام راہ رو تو انہیں علما کی احکام شرع میں اطاعت لازم اور ان کے قول و فعل ظاہراً خلاف شرع ہوں احتراز کا حکم ہے مگر ان پر زبان طعن دراز کرنے کی اجازت نہیں۔ حدیث میں ہے: "**اتقوا زلة العالم وانتظر وافئيته**"۔ (۲) عالم کی لغزش سے بچو اور اس کے رجوع کا انتظار کرو۔

اس کے تحت علامہ عبد الرؤف مناوی فیض القدیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں:

---

(۱) الاشباہ والنظائر لابن نجیم، ج: ۱، ص: ۲۶۴، القاعدۃ الخامسہ، مکتبہ زکریا

(۲) فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، ج ۱، ص ۱۸۲، مطبع دار الکتب العلمیة

"احذروا متابعته علیھا و الاقتداء به فیھا ولٰکن مع ذلک احملوه علی احسن المحامل وابتغوا له عذراً ما وجدتم لذلک سبیلا"۔ (۱)

یعنی عالم کی لغزش میں پیروی کرنے سے ڈرو لیکن اس کے باوجود اس کے ساتھ اچھا گمان کرو اور جہاں تک ہے اس کے لئے عذر جوئی کرو۔ **واللہ تعالی اعلم۔**

(۴) زید کو ان سے میل جول حلال نہیں اور ان کی اقتدا سے احتراز ضروری ہے۔ **واللہ تعالی اعلم۔ (۲)**

فتوے پر بی-اے پاس سید صاحب کے احکامات

بی-اے پاس سید صاحب نے اپنے ذاتی لیٹر پیڈ پر اس فتوی کی وجہ سے حضور تاج الشریعہ پر کچھ احکام صادر فرمائے ہیں ان احکامات کو بعینہ نقل کرتا ہوں تا کہ مکمل مسئلہ کو سمجھنے میں آسانی ہو، بی-اے پاس سید صاحب کی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

(۱) مولوی اختر رضا عرف ازہری میاں بریلوی نے اپنے مجموعۂ فتاوی کے جلد اول کتاب العقائد کے صفحہ ۲۶۸، ۲۶۹ / پر ایک مسئلہ کا جواب دیتے ہوئے اپنے زعم باطل میں تحقیق کے نام پر جہالت دکھاتے ہوئے حضور محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں یہ بے ادبانہ و گستاخانہ عبارت لکھی کہ حضرت محبوب الٰہی اور ان بعض فقہا....... کہ ان حضرات سے اس مسئلہ میں خطاً ایسا ہو گیا نہ کہ انہوں نے دانستہ حق کو چھوڑا اور باطل کو اپنایا۔ (معاذ اللہ)

(۲) یعنی معاذ اللہ مولوی اختر رضا نے صاف طور پر حضور محبوب الٰہی سرکار کو خطاوار مانا۔

(۳) مولوی اختر رضا ازہری نے کتاب مستطاب "فوائد الفواد شریف" جیسی معتبر و

---

(۱) فیض القدیر شرح جامع صغیر، ج ۱، ص ۱۸۲، مطبع دار الکتب العلمیه

(۲) فتاوی تاج الشریعہ، کتاب العقائد، ج: ۱، ص: ۲۶۶ تا ۲۷۰، مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا، بریلی شریف

مستند جس کو اکابر اولیا علما نے اپنا ماخذ بنایا ازہری میاں نے اس کو بھی نہیں چھوڑا اور اپنی کتاب کے اسی صفحہ پر سجدۂ تحیت کے مسئلہ کو لے کر اعتراض کر ڈالا۔ تفصیل کے لیے ان کے مجموعۂ فتاوی کا مطالعہ فرمائیں۔

(۴) کیا مولوی اختر رضا ازہری نے صاف طور پر عبارت مذکورہ میں سیدنا شیخ المشائخ محبوب الٰہی سرکار کے لیے یہ نہ لکھا کہ انہوں نے غیر دانستہ حق کو چھوڑا باطل کو اپنایا (معاذ اللہ صد بار معاذ اللہ)

(۵) سب جانتے ہیں محبوبان بارگاہ خدا و رسول کے فضل و کرم سے محفوظ عن الخطا ہوتے ہیں نہ کہ سرکار محبوب الٰہی جیسی مقدس ذات بابرکت کہ جس کی بارگاہ میں اولیائے کرام قصیدہ خوانی کریں اور بالخصوص مجدد اعظم دین وملت حضور اعلیٰ حضرت اپنے مبارک قلم سے عشق ومحبت کے دریا بہاتے ہوئے کیسے کیسے مناقب وفضائل بیان فرمائیں کہیں نظام الحق و الدین اور کہیں شیخ المشائخ فرمائیں اور اپنے رسالۂ مبارکہ ''مقال العرفاء'' میں حضور کو سردار سلسلۂ عالیہ بہشتیہ حضرت سلطان الاولیا جیسے القاب سے یاد فرمائیں اور ساتھ ہی ساتھ اس میں یہ بیان فرمائیں کہ یہ حضرات ''اصلا شرع مطہر میں سستی و کاہلی بھی جائز نہ رکھتے'' نیز ایک کتاب کے حوالے سے ان حضرات مشائخ چشت کی شان میں ارشاد فرمائیں کہ ''تمام چشتی حضرات ایسے ہی تھے کہ مخلوق سے بے خوف، باطن میں پاک اور معرفت وفراست میں باکمال ان کے تمام احوال اخلاص اور بے ریائی پر مبنی تھے، اور کسی بھی طرح شریعت میں سستی برداشت نہ کرتے تو کوتاہی کہاں ہوتی'' سبحان اللہ! حضور اعلیٰ حضرت تو تعریف فرماتے فرماتے یہاں تک حوالہ پیش فرماتے ہوئے لکھیں کہ اصلاً شرع شریف میں یہ حضرات مشائخ چشت سستی وکاہلی بھی جائز نہ رکھتے تو کوتاہی کہاں ہوتی یہ ہے تحقیق ایک مجدد اعظم کی، اور یہ مولوی اختر رضا ازہری اس عظیم ہستی یعنی سردار سلسلۂ عالیہ بہشتیہ حضرت سلطان الاولیا شیخ المشائخ حضور محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خطا وار اور غیر دانستہ حق کو

چھوڑنے والا اور باطل کو اپنانے والا بتائیں (معاذ اللہ ہزار بار معاذ اللہ) اب آپ خود فیصلہ کر لیں کہ علم ولیاقت کہاں ہے؟ اور گمراہیت و جہالت کدھر؟ بلکہ ہر حق پسند کا فیصلہ یہی ہوگا کہ اعلیٰ حضرت کی تحقیقات قابل قبول ہیں اور ازہری میاں کی جہالت صرف مردود ہی نہیں بلکہ قابل تردید ہے۔

(٦) اہل حق حضرات سچ بتائیں کیا مولوی اختر رضا ازہری پر جلد از جلد توبۂ صحیحہ شرعیہ اوران ساری عبارتوں کو اپنی کتاب سے نکالنا لازم وضروری نہیں؟ قطعاً وحتماً ضروری ہے۔

یہاں تک بی-اے پاس سید صاحب کا کلام اوران کے نافذ کردہ احکام مکمل ہوئے نیچے گدّی نشین صاحب کے نام کی مہر ہے اور بائیں جانب دارالافتا، درگاہ معلّی اجمیر شریف کے نام سے مہر بھی لگائی گئی ہے جس کے ذریعہ ان احکامات کو فتوی کی شکل دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ بہر حال بی-اے پاس سید صاحب کے مفتی اور ان کے دارالافتا کی پر اسرار داستان کی جانب کچھ اشارہ کرتا ہوں۔

ریڈیمیڈ مفتی اور دارالافتا کی پر اسرار داستان

بی-اے پاس سید صاحب اوران کے دوسرے احباب جن کی کل تعداد ٦ رافراد پر مشتمل ایک جماعت ہے ان کو نہ جانے کس کے ذریعہ ایک ساعت میں ہی مفتی کا منصب، دارالافتا کا پروانہ اور کار افتا کی ذمہ داریاں سونپی گئیں؟

٦ر افراد پر مشتمل اس جماعت نے گذشتہ سال ١٠ر شوال المکرم ١٤٣٧ھ کو ہندوستان کی ایک بڑی خانقاہ کے عظیم عالم دین، بزرگ ہستی کو معاذ اللہ! کافر کہنے کے لیے سات عدد نئی مہروں کا سہارا لیا ایک مہر بغیر کسی کے نام سے صرف دارالافتا کے نام تھی، باقی مہروں میں نام درج تھے، بی-اے پاس سید صاحب اس سے پہلے نہ تو مفتی تھے اور نہ ہی کبھی ہندوستان کے کسی خطہ میں ان کا فتوی کسی نے دیکھا اور نہ ہی کسی کاغذ پر ان کی کارِ افتا والی مہر دیکھنے کو ملی، یہی حال دوسرے فرضی مفتیوں کا تھا کہ ان کی وہ مہریں اس سے قبل کبھی

کسی نے نہیں دیکھی تھیں۔ابھی ان فرضی مفتیوں اور ان کی فرضی مہروں کے اور بھی کچھ حقائق ہیں لیکن ان سربستہ رازوں کو نہ کھول کر بس بات کو اسی پر ختم کر دیتا ہوں کہ ان کی ان یکساں فرضی مہروں کا مکمل اسکین یہاں پیش کر دیا جائے تا کہ عقل مند خود ہی اچھی طرح سے ان کی حقیقت کا اندازہ لگا سکیں۔

اس رقعہ میں لگی ہوئی مہروں کی تصویر کو غور سے دیکھیے ان سے یہ صاف ظاہر ہے کہ یہ ایک وقت میں اور ایک ہی دوکان سے بنوائی گئی ہیں یقیناً تصویریں بھی بولتی ہیں، چور جاتا ہے اور نشان قدم چھوڑ جاتا ہے۔

المستفتی

الجواب اللهم هداية الحق والصواب

هذا ما ظهر لي والحق عند الله عز وجل
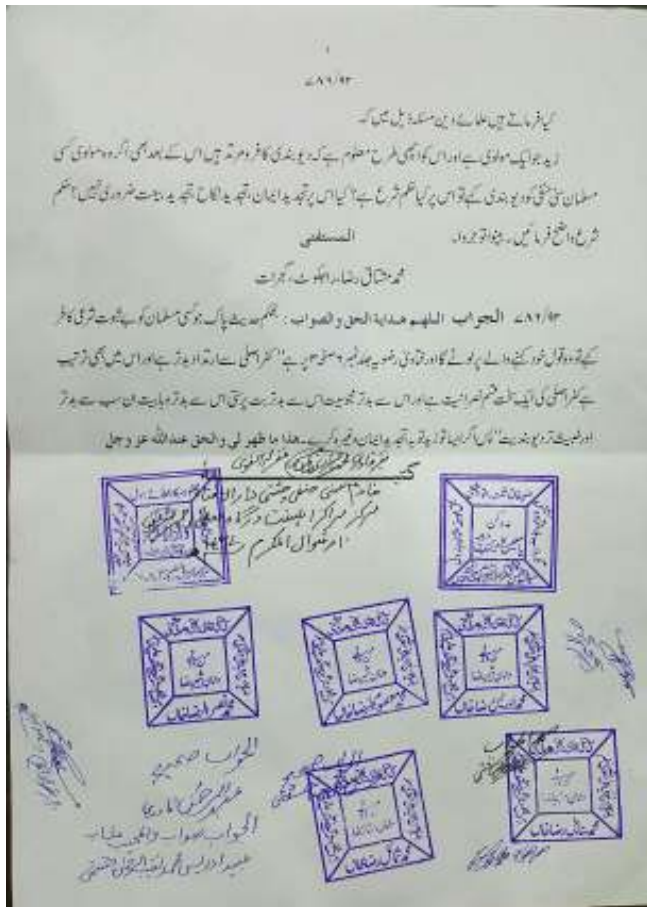
دشواری افتا

چوں کہ افتا کے لیے مفتی کا اجتہاد کی ایک گونہ صلاحیت سے متصف ہونا لازمی ہے اسی وجہ سے یہ کام دیگر دینی خدمات میں بہت زیادہ دشوار ہے، ترتیب یوں ہے کہ ان میں سب سے زیادہ آسان ہے تقریر، اس سے مشکل ہے تدریس اور تدریس سے تصنیف وتالیف مشکل ہے اور اس سے بھی مشکل کار افتا ہے اس لیے کہ فتویٰ معلوم کرنے والے عبادات اور معاملات وغیرہ کے بہت سے نو پیدا امور سے متعلق بھی ہر طرح کے سوالات کرتے رہتے ہیں اور مفتی کو ان کے جوابات دینے پڑتے ہیں اسی لیے اس میں بیدار مغزی، ذہانت وفطانت، معاملہ فہمی اور تبحر علمی کے ساتھ ایک طرح کی قوت اجتہاد بھی ضروری ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ربہ القوی تحریر فرماتے ہیں: آج کل درسی کتابیں پڑھنے پڑھانے سے آدمی فقہ کے دروازہ میں داخل نہیں ہوتا۔(۱)

اور تحریر فرماتے ہیں:

علم الفتویٰ پڑھنے سے حاصل نہیں ہوتا جب تک کہ مدتہا طبیب حاذق کا مطب نہ کیا ہو۔(۲) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّ هٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، قدیم، ج:۴، ص:۵۶۵، رضا اکیڈمی ممبئی، ۱۹۹۴ء

(۲) فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۲۳، ۶۸۲، مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

يُفْلِحُوْنَ}.(۱)اور نہ کہو اسے جو تمھاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھو، بے شک جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہوگا۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"من افتی بغیر علم لعنته ملائکة السماء و الارض"۔(۲)

جو بغیر علم کے فتوی دے اس پر آسمان وزمین کے فرشتوں کی لعنت ہو۔

"اجرؤ کم علی الفتیا اجرؤ کم علی النار"۔(۳)

جو تم میں فتوی پر زیادہ بیباک ہے آتش دوزخ پر زیادہ جری ہے۔

"اتخذ الناس رؤسا جھالا فسئلوا افافتوا بغیر علم فضلوا و أضلوا"۔(۴)

لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے اور ان سے مسئلہ پوچھیں گے وہ بے علم فتوی دیں گے آپ بھی گمراہ ہوئے اوروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

"من افتی بغیر علم کان اثمه علی من افتاہ"۔(۵)

جس نے بے علم فتوی دیا اس کا وبال فتوی دینے والے پر ہے۔

---

(۱)النحل:۱۶،پ:۱۴،آیت:۱۱۶

(۲)کنزالعمال بحواله ابن دساکر عن علی حدیث ۲۹۰۱۸ موسسته الرساله بیروت ۱۰/۱۹۳

(۳)سنن الدارمی باب الفتیا ومافیه من الشدة مطبوعه نشر السنة ملتان ۱/۵۳

(۴)صحیح مسلم، باب رفع العلم وقبضه الخ، مطبوعه: نور محمد اصح المطابع کراچی ۲/۳۴۰

جامع الترمذی باب ماجاء فی الاستیصاء بمن یطلب العلم مطبوعه امین کمپنی کتب خانه رشیدیه دہلی ۲/۹۰

(۵)سنن ابی داؤد باب التوقی فی الفتیا ای الفتوی آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۱۵۹

”ان أشد أهل النار عذابا يوم القيمة من قتل نبيا أو قتله نبى أو إمام جائر وهولاء المصورون ولفظ احمد أشد الناس عذابا يوم القيمة رجل قتل نبيا أو قتله نبى أو رجل يضل الناس بغير علم أو مصور يصور التماثيل“۔(۱)

بیشک روز قیامت سب دوزخیوں میں زیادہ سخت عذاب اس پر ہے جس نے کسی نبی کوشہید کیا یا کسی نبی نے جہاد میں اسے قتل کیا یا بادشاہ ظالم یا جو شخص بے علم حاصل کئے لوگوں کو بہکانے لگے اور ان تصویر بنانے والوں پر۔

بی-اے پاس سید صاحب کے نافذ کردہ احکام کا شرعی جائزہ

بی-اے پاس سید صاحب نے اولاً یہ حکم نافذ فرمایا:

”(۱) مولوی اختر رضا عرف ازہری میاں بریلوی نے اپنے مجموعۂ فتاوی کے جلد اول کتاب العقائد کے صفحہ ۲۶۸، ۲۶۹/ پر ایک مسئلہ کا جواب دیتے ہوئے اپنے زعم باطل میں تحقیق کے نام پر جہالت دکھاتے ہوئے حضور محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں یہ بےادبانہ وگستاخانہ عبارت لکھی کہ حضرت محبوب الٰہی اور ان بعض فقہا........ کہ ان حضرات سے اس مسئلہ میں خطأً ایسا ہو گیا نہ کہ انہوں نے دانستہ حق کو چھوڑا اور باطل کو اپنایا۔(معاذ اللہ)

(۲) یعنی معاذ اللہ مولوی اختر رضا نے صاف طور پر حضور محبوب الٰہی سرکار کو خطاوار مانا۔

(۳) مولوی اختر رضا ازہری نے کتاب مستطاب ”فوائد الفواد شریف“ جیسی معتبر و مستند جس کو اکابر اولیا علما نے اپنا ماخذ بنایا ازہری میاں نے اس کو بھی نہیں چھوڑا اور اپنی کتاب کے اسی صفحہ پر سجدۂ تحیت کے مسئلہ کو لے کر اعتراض کر ڈالا۔ تفصیل کے لیے ان کے مجموعۂ فتاوی کا مطالعہ فرمائیں۔

---

(۱) المعجم الكبير حديث ۱۰۴۹۷ المكتبة الفيصلية بيروت ۲۶۰/۱۰

(۴) کیا مولوی اختر رضا ازہری نے صاف طور پر عبارت مذکورہ میں سیدنا شیخ المشائخ محبوب الٰہی سرکار کے لیے یہ نہ لکھا کہ انہوں نے غیر دانستہ حق کو چھوڑا باطل کو اپنایا۔(معاذ اللہ صد بار معاذ اللہ)

(۵) سب جانتے ہیں محبوبان بارگاہ خدا و رسول کے فضل و کرم سے محفوظ عن الخطا ہوتے ہیں نہ کہ سرکار محبوب الٰہی جیسی مقدس ذات بابرکت کہ جس کی بارگاہ میں اولیائے کرام قصیدہ خوانی کریں اور بالخصوص مجدد اعظم دین وملت حضور اعلیٰ حضرت اپنے مبارک قلم سے عشق و محبت کے دریا بہاتے ہوئے کیسے کیسے مناقب وفضائل بیان فرمائیں کہیں نظام الحق و الدین اور کہیں شیخ المشائخ فرمائیں اور اپنے رسالۂ مبارکہ ''مقال العرفاء'' میں حضور کو سردار سلسلۂ عالیہ بہشتیہ حضرت سلطان الاولیا جیسے القاب سے یاد فرمائیں اور ساتھ ہی ساتھ اس میں یہ بیان فرمائیں کہ یہ حضرات ''اصلا شرع مطہر میں سستی و کاہلی بھی جائز نہ رکھتے'' نیز ایک کتاب کے حوالے سے ان حضرات مشائخ چشت کی شان میں ارشاد فرمائیں کہ ''تمام چشتی حضرات ایسے ہی تھے کہ مخلوق سے بے خوف، باطن میں پاک اور معرفت وفراست میں باکمال ان کے تمام احوال اخلاص اور بے ریائی پر مبنی تھے، اور کسی بھی طرح شریعت میں سستی برداشت نہ کرتے تو کوتاہی کہاں ہوتی'' سبحان اللہ! حضور اعلیٰ حضرت تو تعریف فرماتے فرماتے یہاں تک حوالہ پیش فرماتے ہوئے لکھیں کہ اصلاً شرع شریف میں یہ حضرات مشائخ چشت سستی وکاہلی بھی جائز نہ رکھتے تو کوتاہی کہاں ہوتی یہ ہے تحقیق ایک مجدد اعظم کی، اور یہ مولوی اختر رضا ازہری اس عظیم ہستی یعنی سردار سلسلۂ عالیہ بہشتیہ حضرت سلطان الاولیا شیخ المشائخ حضور محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خطا وار اور غیر دانستہ حق کو چھوڑنے والا اور باطل کو اپنانے والا بتائیں (معاذ اللہ ہزار بار معاذ اللہ) اب آپ خود فیصلہ کر لیں کہ علم ولیاقت کہاں ہے؟ اور گمراہیت و جہالت کدھر؟ بلکہ ہر حق پسند کا فیصلہ یہی ہوگا کہ اعلیٰ حضرت کی تحقیقات قابل قبول ہیں اور ازہری میاں کی جہالت صرف مردود ہی

نہیں بلکہ قابل تردید ہے۔

(۶) اہل حق حضرات سچ بتائیں کیا مولوی اختر رضا ازہری پر جلد از جلد توبۂ صحیحہ شرعیہ اور ان ساری عبارتوں کو اپنی کتاب سے نکالنا لازم وضروری نہیں؟ قطعاً وحتماً ضروری ہے۔"(۱)

بی-اے پاس سید صاحب کے پورے حکم نامہ میں مندرجہ ذیل تین الزامات ہیں:

(۱) تحقیق کے نام پر جہالت کا الزام

(۲) غیر دانستہ طور پر خطا کی نسبت کرنے کی وجہ سے گستاخی وتوہین کا الزام

(۳) کتاب مستطاب ''فوائد الفواد شریف'' کو نہیں چھوڑا بلکہ اس پر بھی اعتراض کر ڈالا اس بات کا الزام۔

بی-اے پاس سید صاحب نے اپنے پورے حکم نامہ میں نہایت ہی بازارو اور توہین آمیز زبان استعمال کی ہے کاش! بی-اے پاس سید صاحب کسی عالم کی بارگاہ میں حاضری دیتے اور اس مسئلہ کو مکمل طریقے سے سکون کے ساتھ سمجھتے تو اس زبان درازی کی نوبت نہ آتی، شرعی مسائل کا علم محض بی-اے پاس کرنے، اور ٹھگ کر نذرانے وصولنے سے حاصل نہیں ہوتا۔ آپ کتنے بڑے مخلص ہو پوری دنیا جانتی ہے کہ جس درگاہ کا آپ خود کو گدّی نشین کہتے ہو جب وہاں دیوبندیوں وہابیوں نے آکر اپنا پروگرام کیا تو تم گونگے شیطان بن گیے اور تمہارے یارانِ نکتہ داں جو اخبارات میں لمبے لمبے جبّے میں ملبوس ہوکر چھپے وہ بھی اس معاملہ میں ایسے خاموش تماشائی بنے رہے گویا کہ ان کے ہونٹوں کو کسی نے سی دیا ہو۔

گالیاں دینا یا زبان درازی کرنا، کسی پر الزامات اور تہمتوں کی بوچھار کرنا یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے بلکہ اس کام کو تو ایک گھٹیا قسم کا چرواہا بھی کرسکتا ہے لیکن ایک ہوش مند مومن

---

(۱) بی-اے پاس صاحب کے لیٹر پیڈ سے منقولہ عبارت

شائستگی سے کلام کرتا ہے ایسا کلام جو دوسروں کو برائی سے باز رکھے اور بھلائی پر ابھارے جب کہ بی-اے پاس سید صاحب نے جو پہلا نمبر ڈالا ہے اس میں ایک ایسے فقیہ و مفتی کی جانب جہالت کو منسوب کیا ہے جو علم اور تفقہ میں علمائے کرام کے مابین مسلم ہیں اس کے چند شواہد پیش کرتا ہوں:

فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی جلال الدین امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

”فقيه الاسلام، المفتي، العلام حضرت ازہری میاں صاحب قبله زیدت معالیکم“۔(۱)

حضرت علامہ مشاہد رضا خاں حشمتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

”فقیر حقیر نے کتاب بنام’ ٹائی کا مسئلہ“ بغور وخوض مطالعہ کیا اپنے دلائل کے لحاظ سے وہ فتوی کسی کی تصدیق کا محتاج نہیں ہے پھر بھی امتثال امر کے لیے فقیر تصدیق کرتا ہے“۔(۲)

حضرت علامہ مفتی عبد اللہ خان عزیزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

”حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی جانشین حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ و الرضوان کے رسالۂ مبارکہ مسماۃ ”ٹائی کا مسئلہ“ پا کے مطالعہ کا شرف حاصل ہوا، حضور مفتی اعظم ہند کے فتویٰ اور حضرت مصنف علام کے دلائل و براہین سے احقر کو انشراح صدر حاصل ہوا، الخ“۔(۳)

---

(۱) ٹائی کا مسئلہ، ص:۳۸، ادارہ معارف نعمانیہ لاہور، ۲۰۰۴ء

(۲) ٹائی کا مسئلہ، ص:۳۸، ادارہ معارف نعمانیہ لاہور، ۲۰۰۴ء

(۳) ٹائی کا مسئلہ، ص:۴۱، ادارہ معارف نعمانیہ لاہور، ۲۰۰۴ء

حضرت علامہ مفتی محمد فاروق بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''حضور سیدی الکریم حضرت مفتی الآفاق علامہ ازہری میاں صاحب قبلہ عمت فیوضہم''۔(۱)

مرید حضور حجۃ الاسلام، تلمیذ محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی محمد عبد اللطیف قادری گوجرانوالہ پاکستان فرماتے ہیں:

''یقیناً حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی ہر حوالے سے اپنے آبا و اجداد کے سچے جانشین ہیں اللہ تعالیٰ ان کا سایہ اہل سنت پر دراز فرمائے''۔(۲)

مفتی اعظم راجستھان حضرت علامہ مفتی اشفاق حسین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

''تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب ما شاء اللہ! علم و فضل، زہد و تقوی و تدین میں یکتائے روزگار ہیں۔ علم و فضل، فقہ و تفقہ، عربی زبان کی مہارت و حذاقت اور زہد و تقوی، تصوف و تصلب فی الدین اور استقامت علی الشریعہ میں ''الولد سر لابیہ'' کے تحت سیدنا اعلیٰ حضرت، حجۃ الاسلام و مفتی اعظم ہند کے عکس جمیل ہیں''۔(۳)

عطائے خواجۂ پاک حضرت سید شاہ فضل المتین چشتی، گدّی نشین آستانۂ عالیہ چشتیہ اجمیر

---

(۱) ٹائی کا مسئلہ، ص:۴۲، ادارہ معارف نعمانیہ لاہور، ۲۰۰۴ء

(۲) المعتقد المنتقد مع المستند المعتمد مترجم، ص:۶۶، مرکز الدراسات الاسلامیۃ، بریلی شریف ۲۰۰۷ء

(۳) تجلیات تاج الشریعہ، ص:۴۹، رضا اکیڈمی ممبئی، ۲۰۰۹ء

معلی یوں فرماتے ہیں:

''صاحب شریعت مفتی اختر رضا خاں صاحب ازہری کی ذات بابرکات علمی، دینی، روحانی اور سماجی خدمات کے اعتبار سے ایک مثال ہے، یہ اس وقت کی ایک اہم قابل ذکر اور قابل قدر شخصیت ہیں اور ایک ایسے حلقے کے سربراہ ہیں جس کے ذکر کے بغیر ہمارے عہد کی دینی، فقہی، مسلکی اور تبلیغی تاریخ مکمل ہو ہی نہیں سکتی ہے۔ یہ بذات خود شخصی اعتبار سے بلند مرتبت ہیں اور ایک ایسے نام ور خانوادہ کے چشم و چراغ ہیں جو ہندوستان میں دین اسلام کی تاریخ کا ایک روشن باب ہے اور پورے عالم اسلام میں قدر و منزلت رکھتا ہے''۔(۱)

شہزادۂ حضور صدر الشریعہ حضرت علامہ مفتی ضیاء المصطفی قادری فرماتے ہیں:

''تاج الشریعہ حضرت علامہ ازہری صاحب زید مجدہ یگانہ روزگار محقق اور صاحب بصیرت عالم وفقیہ ہیں علم وفضل اور زہد وتقوی میں آپ اپنے جد امجد امام اہل سنت سیدی اعلیٰ حضرت کے وارث منفرد ہیں، احقاق حق و ابطال کا تحقیقی انداز آپ کو وراثت میں ملا ہے، آپ خدا داد وجاہت سے متصف ہیں اسی لیے عرب وعجم کے عوام وخواص آپ سے حصول فیض کے مشتاق رہتے ہیں اور آپ کی زیارت کو تازگیِ ایمان کا ذریعہ مانتے ہیں''۔(۲)

بقیۃ السلف، عمدۃ الخلف حضرت علامہ مفتی محمد صالح قادری بریلوی فرماتے ہیں:

''مخدوم العلما، کبیر الکبرا، گرامی القاب، شہیر آفاق، آبروئے اہل سنت، فخر ملت، وجاہۃ العلم والافتا، رفیع القدر، مرجع خواص وعوام حضرت علامہ مولانا الشیخ محمد اختر رضا

---

(۱) تجلیات تاج الشریعہ،ص:۳۵،رضا اکیڈمی،ممبئی،۲۰۰۹ء

(۲) تجلیات تاج الشریعہ،ص:۴۷،رضا اکیڈمی،ممبئی،۲۰۰۹ء

خاں (ازہری میاں قبلہ) بریلوی قادری نوری اطال اللہ تعالیٰ ظلہ اللطیف علینا وعلیٰ سائر اہل السنن بالصحۃ والبرکات''۔(۱)

حضرت مولانا سید عیاث الدین ترمذی سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ محمدیہ کالپی شریف فرماتے ہیں:

''حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی جامع تصوف شخصیت ظاہر و باہر ہے آپ کی علمی، فقہی، مسلکی، ملی، تصنیفی اور روحانی خدمات نے آپ کو عالم اسلام کی آفاقی شخصیت بنا دیا ہے جسے کوئی بھی انصاف پسند جھٹلا نہیں سکتا ہے''۔(۲)

لفظ ''خطا''

بی-اے پاس سید صاحب سے مجھے یہی حسن ظن ہے کہ انہوں نے لاعلمی میں شیخ المشائخ، محبوب الٰہی، نظام الحق والدین حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ کی محض محبت میں یہ باسب باتیں کہی ہیں ان کو اس بات کا علم نہیں تھا کہ خطائے اجتہادی گناہ نہیں ہوتی ہے بلکہ خطائے اجتہادی بھی کار ثواب ہے اور اس کی نسبت ان علمائے کرام کی جانب کرنا جو خشیت و تقوی، زہد و ورع اور اجتہاد وغیرہ کی صلاحیت سے متصف ہوں یہ گناہ کا کام نہیں ہے اور نہ ہی اس میں ان کی توہین و تنقیص ہے بلکہ علما و فقہائے کرام اور ائمۂ کرام کی عبارات میں لفظ خطا کا استعمال کثرت سے واقع ہے، صرف لفظ خطا کے استعمال کرنے کی وجہ سے کسی فقیہ و مفتی، مرجع الخلائق عالم دین کو گناہ گار و گستاخ وغیرہ کہنا تشدد و زیادتی، عناد و دشمنی اور ظلم و جہل کے علاوہ کچھ نہیں ہو سکتا، اگر اس تشدد و زیادتی، عناد و دشمنی اور ظلم و جہل کو

---

(۱) تجلیات تاج الشریعہ، ص: ۷۴، رضا اکیڈمی، ممبئی، ۲۰۰۹ء

(۲) تجلیات تاج الشریعہ، ص: ۳۳، رضا اکیڈمی، ممبئی، ۲۰۰۹ء

درست قرار دیا جائے تو تشدد کی یہ آگ صرف یہیں تک محدود نہیں رہے گی بلکہ اس کی چنگاریاں دور تک جائیں گی یعنی اگر صرف لفظ خطا کا استعمال کرنا ہی گناہ و گستاخی قرار دے دیا جائے تو صحابہ وائمہ، اجلہ علما اور اولیائے کرام و مشائخ عظام پر (معاذ اللہ کروڑہا بار معاذ اللہ) گناہ و گستاخی بلکہ بعض پر کفر و ارتداد تک کی تہمت کا الزام ہوگا۔

اولاً اس متعلق چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں ان شاء اللہ تبارک الرحمن! حق چمکتے سورج کی طرح واضح ہو جائے گا لیکن شرط یہ ہے کہ ان مثالوں کو بغض وتعصب اور جانب داری سے الگ ہو کر ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت علامہ شیخ محمد اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت علامہ شیخ محمد اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے سے چند عبارتیں ملاحظہ فرمائیں:

(۱)"فأزلهما الشيطان عنها اى اذهب آدم و حواء و أبعدهما عن الجنة يقال زل عنى كذا إذا ذهب والازلال الازلاق والزلة بالفتح الخطأ وهو الزوال عن الصواب من غير قصد"۔(۱)

تو شیطان نے جنت سے انہیں لغزش دی، یعنی حضرت آدم اور حضرت حوا کو لے گیا اور ان کو جنت سے دور کر دیا "زل عنی کذا" کہا جاتا ہے جب کہ کوئی جائے اور "إزلال" پھسلنے کو کہتے ہیں اور "زَلۃ" فتح کے ساتھ "خطاء" کو کہتے ہیں اور خطا بغیر قصد حق سے دور ہونے کو کہتے ہیں۔

(۲)"ولانه انما اقدم عليه بسبب اجتهاد اخطأ فيه فانه ظن ان النهى

---

(۱) تفسیر روح البیان، ج:۱، ص:۱۰۸، دار الفکر، بیروت، ۱۱۲۷ھ

للتنزيه"۔(۱)

اور آپ کا گندم تناول فرمانا **خطائے اجتہادی کے سبب تھا** کیوں کہ آپ نے یہ سمجھا کہ نہی تنزیہی ہے۔

(۳)"وهذا يدل على ان خطأ المجتهد لا يقدح في كونه مجتهدا"۔(۲)

اور یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے **مجتہد کا خطا** کرنا اس کے مجتہد ہونے میں کوئی عیب نہیں ہے۔

حضرت علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے:

{فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ۪ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ}۔(۳)

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں حضرت علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہ یوں تحریر فرماتے ہیں:

"شیطان نے کسی طرح حضرت آدم وحوا (علیہما السلام) کے پاس پہنچ کر کہا کہ میں تمہیں شجر خلد بتادوں، حضرت آدم علیہ السلام نے انکار فرمایا، اس نے قسم کھائی کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں، انہیں خیال ہوا کہ اللہ پاک کی جھوٹی قسم کون کھا سکتا ہے، بایں خیال حضرت حوّا نے اس میں سے کچھ کھایا پھر حضرت آدم کو دیا انہوں نے بھی تناول کیا حضرت آدم کو خیال ہوا کہ "لَا تَقْرَبَا" کی نہی تنزیہی ہے تحریمی نہیں کیونکہ اگر وہ تحریمی سمجھتے تو ہر گز ایسا نہ کرتے

---

(۱) تفسیر روح البیان، ج:۳، ص:۱۴۶، دار الفکر، بیروت، ۱۱۲۷ھ

(۲) تفسیر روح البیان، ج:۵، ص:۵۰۵، دار الفکر، بیروت، ۱۱۲۷ھ

(۳) القرآن الکریم، پ:۱، البقرۃ:۲، آیت:۳۶

کہ انبیا معصوم ہوتے ہیں یہاں حضرت آدم علیہ السلام سے **اجتہاد میں خطا ہوئی** اور خطائے اجتہادی معصیت نہیں ہوتی‘‘۔(۱)

اب وہ حضرات غور وفکر کریں، ٹھنڈے دماغ سے سوچیں جنہوں نے نادانی اور لاعلمی میں ظلماً وعداوتاً یا کسی اور سبب اس لفظ کے استعمال کو توہین و تنقیص اور گستاخی قرار دے کر اپنی زبان کی تیزی دکھائی ہے اور بلا وجہ اہل سنت و جماعت میں انتشار وافتراق اور فتنہ وفساد برپا کیا ہے، کیا ان کے زعم کے مطابق صاحب روح البیان حضرت علامہ شیخ محمد اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور صاحب خزائن العرفان، امام الہند حضرت علامہ مفتی سید نعیم الدین مرادآبادی قدس سرہ پر معاذ اللہ! گستاخی رسول اور توہین رسالت کا الزام نہ ہوگا؟

مجتہد سے کبھی ’’خطا‘‘ ہوجاتی ہے، کبھی مصیب ہوتا ہے

حدیث شریف میں ہے:

أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إن الوالي إذا اجتهد فأصاب الحق فله أجران، وإذا اجتهد فأخطأ الحق فله أجر واحد۔"(۲)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حاکم جب اجتہاد میں درستگی کو پہنچے تو اس کے لیے دو اجر ہیں اور **اگر خطا کرے** تو اس کے لیے ایک اجر ہے۔

"عن ابن عباس رضي الله تعالیٰ عنهما: أن رسول الله صلى الله تعالیٰ عليه وسلم قال: "إن الله تجاوز لي عن أمتي الخطأ والنسيان"۔(۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

---

(۱) القرآن الکریم، پ:۱، البقرۃ:۲، آیت:۳۶، مع کنز الایمان و تفسیر خزائن العرفان

(۲) فضائل الصحابة، ج:۱، ص:۱۸۰، مؤسسة الرسالة، بيروت، ۱۹۸۳ء

(۳) الأربعين النووی، الحديث التاسع والثلاثون، ص:۲۷، مكتبة الاقتصاد، مكة

نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت سے خطا ونسیان کو معاف فرمادیا ہے۔

بنایہ شرح ہدایہ میں یوں ہے:

ثم القضاء مشروع بالكتاب كما ذكرنا, وبالسنة لما روي أنه عليه أفضل الصلاة والسلام قال: إذا اجتهد الحاكم فأخطأ، فله أجر، وإن أصاب فله أجران۔(١)

پھر قضا تو وہ مشروع ہے کتاب سے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا اور سنت سے جیسا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ: حاکم جب **اجتہاد میں خطا کرے تو اس کے لیے ایک اجر ہے** اور اگر درستگی کو پہنچے تو اس کے لیے دو اجر ہیں۔

علامہ زین الدین بن ابراہیم معروف بہ ابن نجیم حنفی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

"ومنه إسقاط الإثم عن المجتهدين في الخطأ۔"(٢)

اور اسی میں سے ہے گناہ کا ساقط ہونا مجتہدین کی خطا سے۔

صاحب نور الانوار تحریر فرماتے ہیں:

"المجتهد يخطى ويصيب والحق فی موضع الخلاف واحد"۔(٣)

مجتہد صحیح فیصلہ بھی کرتا ہے اور غلط بھی، اگرچہ نفس الامر میں مطابق واقعہ ایک ہی ہوگا۔

اسی میں یوں ہے:

"أنه اتى بما كلف به فی ترتيب المقدمات و بذل جهده فيها فكان مصيبا

---

(١) البناية شرح الهداية، كتاب أدب القاضی، شروط تولی القضاء، ج:٩، ص:٣

(٢) الأشباه والنظائر، القاعدة الرابعة: المشقة تجلب التيسير، ج:١، ص:٢٩، دار الكتب العلمية، بيروت، ١٩٩٩

(٣) نور الانوار، مبحث الاجتهاد، ص:٢٥١

فیہ و ان اخطا فی آخر الامر و عاقبۃ الحال فکان معذورا بل ما جورا لأن المخطی له أجر و المصیب له اجران"۔(۱)

خطا کرنے والے مجتہد نے بھی ترتیب مقدمات وغیرہ امور میں اپنی ساری کوشش صرف کی اس میں حق بجانب رہا اب **اگر نتیجہ غلط ظاہر ہوا تو نہ صرف یہ کہ اس کو معذور سمجھنا چاہیے بلکہ اس کی جدوجہد کا ثواب ملنا چاہیے** اس لیے کہا گیا ہے کہ مجتہد کی غلطی کو ایک ثواب اور مصیب کو دوہرا۔

مذکورہ اقتباسات کو بار بار پڑھیے اور اب بھی باطل سے باز آ کر حق کو اپنایئے اسی میں نجات ہے دنیاوی بغض و عداوت کی وجہ سے اتنی پستی میں مت جایئے کہ اپنا سب سے قیمتی سرمایہ ایمان خطرے میں پڑ جائے یا شریعت کے خلاف پر اصرار کرنا پڑے۔

"خطائے اجتہادی" اور آثار صحابہ

خطائے اجتہادی بھی کار ثواب ہے، یعنی جس سے اجتہاد میں خطا واقع ہو تو اس کا اتصاف خطا سے ہوگا اور اس خطا کو ثواب کا کام ہی بتایا گیا ہے اس سے یہ معلوم ہوا کہ یہ صفت، صفت حسن ہے صفت قبح نہیں تو اگر اس صفت سے کسی کو قرائن کی وجہ سے متصف کیا جائے تو اس کو بھی تعریف ہی کے زمرے میں رکھا جائے گا توہین و تنقیص ہرگز شمار نہیں کیا جائے گا، جو مجتہد ہوگا اس سے خطا بھی ہوگی کیوں کہ مجتہد کبھی صواب پر پہنچتا ہے اور کبھی خطا بھی کرتا ہے۔ (**المجتهد یخطی و یصیب و الحق فی موضع الخلاف واحد**۔(۲)) مثلاً حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کچھ مواقع پر اجتہاد میں خطا واقع ہوئی آپ نے حق کے واضح ہو جانے کے بعد کشادہ دلی سے اس کا اعتراف بھی

---

(۱) نورالانوار، مبحث الاجتہاد، ص:۲۵۱

(۲) نورالانوار، مبحث الاجتہاد، ص:۲۵۱

فرمایا اس کی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

عن مسروق، قال: ركب عمر بن الخطاب منبر رسول الله ثم قال: أيها الناس، ما إكثاركم في صدق النساء وقد كان رسول الله صلى الله عليه وسلم وأصحابه وإنما الصدقات فيما بينهم أربعمائة درهم فما دون ذلك. ولو كان الإكثار في ذلك تقوى عند الله أو كرامة لم تسبقوهم إليها. فلا أعرفن ما زاد رجل في صداق امرأة على أربعمائة درهم قال: ثم نزل فاعترضته امرأة من قريش فقالت: يا أمير المؤمنين، نهيت الناس أن يزيدوا النساء صداقهم على أربعمائة درهم؟ قال: نعم. فقالت: أما سمعت ما أنزل الله في القرآن؟ قال: وأي ذلك؟ فقالت: أما سمعت الله يقول:

{وَّاٰتَیۡتُمۡ اِحۡدٰىهُنَّ قِنۡطَارًا فَلَا تَاۡخُذُوۡا مِنۡهُ شَیۡـًٔا ؕ اَتَاۡخُذُوۡنَهٗ بُهۡتَانًا وَّ اِثۡمًا مُّبِیۡنًا}۔(۱)

قال فقال: اللهم غفرا، كل الناس أفقه من عمر. ثم رجع فركب المنبر فقال: إني كنت نهيتكم أن تزيدوا النساء في صداقهن على أربعمائة درهم، فمن شاء أن يعطي من ماله ما أحب"۔(۲)

السنن الکبری للبیہقی میں ہے:

عن أبي سفيان، حدثني أشياخ منا قالوا: جاء رجل إلى عمر بن الخطاب رضي الله عنه فقال: يا أمير المؤمنين إني غبت عن امرأتي سنتين فجئت وهي حبلى

---

(۱) القرآن الکریم، النساء:۴، پ:۴، آیت:۲۰

(۲) تفسیر ابن کثیر، سورۃ النساء، ج:۲، ص:۲۱۳، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۱۹ھ

فشاور عمر رضي الله عنه ناسا في رجمها فقال معاذ بن جبل رضي الله عنه: "يا أمير المؤمنين إن كان لک عليها سبيل فليس لک على ما في بطنها سبيل فاتركها حتى تضع"، فتركها فولدت غلاما قد خرجت ثناياه فعرف الرجل الشبه فيه فقال: ابني ورب الكعبة , فقال عمر رضي الله عنه: "عجزت النساء أن يلدن مثل معاذ لولا معاذ لهلک عمر"۔ (۱)

فیض القدیر میں یوں ہے:

"قال المولى خسرو الرمي عندما قال القاضي إنه جمع في تفسيره ما بلغه عن عظماء الصحابة أراد بعظمائهم عليا وابن عباس والعبادلة وأبي وزيد. قال: وصدرهم علي حتى قال ابن عباس: ما أخذت من تفسيره فعن علي ويتلوه ابن عباس اه. ملخصا وقيل له: مالک أكثر الصحابة علما قال: كنت إذا سألته أنبأني وإذا سكت ابتدأني وكان عمر يتعوذ من كل معضلة ليس لها أبو الحسن ولم يكن أحد من الصحب يقول: سألوني إلا هو وعرض رجل لعمر وهو يطوف فقال: خذ حقي من علي فإنه لطم عيني فوقف عمر حتى مر علي فقال: ألطمت عين هذا قال: نعم رأيته يتأمل حرم المؤمنين فقال: أحسنت يا أبا الحسن وأخرج أحمد أن عمر أمر برجم امرأة فمر بها علي فانتزعها فأخبر عمر فقال: ما فعله إلا لشيء فأرسل إليه فسأله فقال: أما سمعت رسول الله صلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم يقول: رفع القلم عن ثلاث الحديث قال: نعم قال: فهذه مبتلاة بني فلان فلعله أتاها وهو بها فقال عمر: لولا علي هلک عمر واتفق له مع أبي بكر نحوه فأخرج الدار قطني عن أبي سعيد أن عمر كان يسأل عليا عن شيء فأجابه فقال عمر: أعوذ بالله أن أعيش

---

(۱) السنن الکبری للبیہقی، باب ما جاء فی اکثر الحمل، ج:۷، ص:۷۲۹، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

في قوم ليس فيهم أبو الحسن"۔(۱)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشرۂ مبشرہ صحابۂ کرام میں سے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد تمام صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے افضل ہیں اس **اجتہاد میں خطا** کی وجہ سے ان کے وقار میں کسی بھی قسم کا شکن نہیں آیا اور نہ ہی ان کی عظمت شان کو دیکھتے ہوئے ان کی خطائے اجتہادی کو کسی نے اصابت سے تعبیر کیا بلکہ اس کا ذکر اسی طرح سے فقہا و محدثین نے اپنی کتابوں میں کیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ باتیں جن کو اجتہادی خطا سے تعبیر کیا جاتا ہے یہ بھی ان کے نامۂ اعمال میں نیکیوں کا ذریعہ اور درجات میں بلندی کا سبب ہیں۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عبد الرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق فرماتی ہیں کہ وہ جھوٹے نہیں ہیں لیکن **ان سے یا تو بھول ہوئی یا خطا ہوئی** ہے، ملاحظہ فرمائیں:

عن عمرة بنت عبد الرحمن، أنها أخبرته أنها سمعت عائشة، وذكر لها أن عبد الله بن عمر يقول: إن الميت ليعذب ببكاء الحي، فقالت عائشة: يغفر الله لأبي عبد الرحمن أما إنه لم يكذب، ولكنه نسي أو أخطأ، إنما مر رسول الله صلى الله عليه وسلم على يهودية يبكى عليها، فقال: إنهم ليبكون عليها، وإنها لتعذب في قبرها"۔(۲)

صاحب روح البیان نے **صحابی رسول حضرت اسامہ رضی**

---

(۱) فیض القدیر، حرف العین، ج:۴، ص:۳۵۶، المکتبۃ التجاریۃ الکبری، مصر، ۱۳۵۶ھ

(۲) صحیح مسلم، باب المیت یعذب ببکاء أہلہ علیہ، ج:۲، ص:۶۴۳، دار احیاء التراث العربی، بیروت

اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب ''خطا'' کی نسبت فرمائی:

''و دلت الآیۃ علی ان المجتھد قد یخطئ کما اخطأ اسامۃ''۔ (۱)

دیکھیے مذکورہ اقتباس میں صاحب روح البیان نے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب خطا کی نسبت فرمائی ہے۔

محدثین کرام اور لفظ ''خطا'' کا استعمال

حضرت امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ **راوی نے خطا کی** کہ انہوں نے ''عروہ'' کہا جب کہ وہ ''مولیٰ عزہ'' ہے ملاحظہ فرمائیں:

أخبرني أبو الزبير، أنه سمع عبد الرحمن بن أيمن، مولى عروة، يسأل ابن عمر، وأبو الزبير يسمع، بمثل حديث حجاج وفيه بعض الزيادة، قال مسلم: "أخطأ حيث قال عروة: إنما هو مولى عزة"۔ (۲)

حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ نے اپنے **بھائی کی جانب خطا کی نسبت** کی اور وہ بھی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے اگر نسبت خطا ہی توہین تنقیص اور گستاخی ہوتی تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس کو ضرور منع فرماتیں بلکہ حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی اس سے پرہیز فرماتے مثال ملاحظہ فرمائیں:

عن عائشة، زوج النبي صلى الله عليه وسلم، قالت: خسفت الشمس في حياة النبي صلى الله عليه وسلم، فخرج إلى المسجد، فصف الناس وراءه، فكبر فاقترأ رسول الله صلى الله عليه وسلم قراءة طويلة، ثم كبر فركع ركوعا طويلا، ثم

---

(۱) تفسیر روح البیان، ج:۲، ص:۲۶۴، دار الفکر، بیروت، ۱۱۲۷ھ

(۲) صحیح مسلم، باب المیت یعذب ببکاء أہلہ علیہ، ج:۲، ص:۱۰۹۸، دار احیاء التراث العربی، بیروت

قال: سمع الله لمن حمده، فقام ولم يسجد، وقرأ قراءة طويلة هي أدنى من القراءة الأولى، ثم كبر وركع ركوعا طويلا وهو أدنى من الركوع الأول، ثم قال: سمع الله لمن حمده، ربنا ولك الحمد، ثم سجد، ثم قال في الركعة الآخرة مثل ذلك، فاستكمل أربع ركعات في أربع سجدات، وانجلت الشمس قبل أن ينصرف، ثم قام، فأثنى على الله بما هو أهله ثم قال: هما آيتان من آيات الله، لا يخسفان لموت أحد ولا لحياته، فإذا رأيتموهما فافزعوا إلى الصلاة « وكان يحدث كثير بن عباس، أن عبد الله بن عباس رضي الله عنهما، كان يحدث يوم خسفت الشمس، بمثل حديث عروة، عن عائشة، فقلت لعروة: "إن أخاك يوم خسفت بالمدينة لم يزد على ركعتين مثل الصبح؟ قال: أجل، لأنه أخطأ السنة"۔ (۱)

حضرت ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب خطا کی نسبت کی مثال ملاحظہ فرمائیں:

عن أنس بن سيرين قال: حدثني عبد الملك بن قتادة بن ملحان القيسي، عن أبيه، عن النبي صلى الله عليه وسلم نحوه. قال ابن ماجة: أخطأ شعبة وأصاب همام۔ (۲)

امام ابوداؤد حضرت سلیمان بن اشعث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب خطا کی نسبت کی مثال ملاحظہ فرمائیں:

---

(۱) صحیح البخاری، باب خطبۃ الامام فی الکسوف، ج:۲، ص:۴۰، دار طوق النجاۃ، بیروت، ۱۴۲۲ھ

(۲) سنن ابن ماجۃ، باب ما جاء فی صیام ثلاثۃ ایام من کل شہر، ج:۱، ص:۵۴۴، دار احیاء الکتب، مصر

”قال أبو داود: "أخطأ شعبة في اسم علي بن شماخ“۔ (۱)

حضرت امام احمد بن شعیب نسائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے **متعدد مقامات پر خطا کا لفظ استعمال فرمایا ہے** صرف ایک مثال پیش ہے ملاحظہ فرمائیں:

”أخبرنا سويد بن نصر قال: أنبأنا عبد الله وهو ابن المبارك، عن شعبة، عن مالك بن عرفطة، عن عبد خير، عن علي رضي الله عنه، أنه أتي بكرسي فقعد عليه، ثم "دعا بتور فيه ماء، فكفأ على يديه ثلاثا، ثم مضمض واستنشق بكف واحد ثلاث مرات، وغسل وجهه ثلاثا، وغسل ذراعيه ثلاثا ثلاثا، وأخذ من الماء فمسح برأسه - وأشار شعبة مرة: من ناصيته إلى مؤخر رأسه، ثم قال: لا أدري أردهما أم لا - وغسل رجليه ثلاثا ثلاثا". ثم قال: من سره أن ينظر إلى طهور رسول الله صلى الله عليه وسلم، فهذا طهوره وقال أبو عبد الرحمن: هذا خطأ والصواب خالد بن علقمة ليس مالك بن عرفطة“۔ (۲)

حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے **خطا کی نسبت حضرت سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب کی ہے** مثال ملاحظہ فرمائیں:

”قال الشافعي: هكذا سمعته منه عامة دهري، ثم وجدت في كتابي دبر رجل منا غلاما له فمات فإما أن يكون خطأ من كتابي أو خطأ من سفيان“۔ (۳)

فقہائے احناف اور لفظ خطا کا استعمال

شیخ محمد بن احمد بن ابوسہل شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

---

(۱) سنن أبی داؤد، باب الدعاء للمیت، ج:۳، ص:۲۱۰، المکتبۃ العصریۃ، بیروت

(۲) سنن النسائی، عدد غسل الوجہ، ج:۱، ص:۶۸، مکتب المطبوعات الاسلامیۃ، حلب، ۱۹۸۶

(۳) مسند الشافعی، ص:۲۱، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۰۰ھ

”وحكي عن ابن أبي ليلى أنه أقر عنده رجل أنه وطئ جارية أمه فقال له: أوطئتها؟ قال: نعم، حتى قال أربع مرات فأمر بضربه الحد. وخطأ أبو حنيفة - رحمه الله تعالى - في هذا القضاء من أوجه“۔ (۱)

امام الامہ کاشف الغمہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جانب شیخ محمد بن احمد بن ابوسہل شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خطا کی نسبت کی اور صرف نسبت ہی نہیں اس کو کئی طرح سے ثابت بھی کیا ہے۔

تو اب غور کیجیے آپ کے نزدیک شمس الائمہ سرخسی گستاخ امام اعظم ابوحنیفہ (رحمہا اللہ) ہوئے یا نہیں؟ ان پر بھی توبہ رجوع کا حکم آپ کی جانب سے لگایا جاچکا ہے یا ابھی تک ان کے اس قول سے بے خبر تھے؟

”ولهذا تبين خطأ بعض المتأخرين من مشايخنا - رحمهم الله تعالى“۔ (۲)

اس عبارت کو بھی پڑھیے اس عبارت میں بھی حضرت شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بعض متاخرین مشائخ کی جانب خطا کی نسبت کی ہے تو کیا وہ مشائخ کرام کے گستاخ ٹھہرے یا نہیں؟ ان پر توبہ ورجوع کا حکم ہے یا نہیں؟

”وإذا أقر المأذون وعليه دين أو لا دين عليه بدين كان عليه وهو محجور عليه من قرض أو غصب أو وديعة استهلكها فصدقه رب المال بذلک أو كذبه، وقال ذلک بعد ما أذن لک مولاک في التجارة فالقول قول المقر له، والمال لازم للعبد إذا لم يصدقه المقر له أنه كان في حالة الحجر، لأنه من أهل التزام المال

---

(۱) المبسوط للسرخسی، ج:۹، ص:۹۲، دار المعرفة، بیروت، ۱۹۹۳ء

(۲) المبسوط للسرخسی، ج:۱۱، ص:۱۴۷، دار المعرفة، بیروت، ۱۹۹۳ء

بالإقرار في الحال وقد أضاف الإقرار إلى حالة لا تنافي وجوب المال عليه فإن المال بهذه الأسباب يجب على المحجور عليه، وإن تأخر ساء عتقه فلم يكن هو في هذه الإضافة منكرا وجوب المال عليه بل هو مدع أجلا فيه إلى وقت عتقه فإن صدقه المقر له بذلك لم يؤخذ بشيء منه حتى يعتق إلا بالغصب خاصة فضمان الغصب يلزمه في الحال، وإن كذبه المقر له أخذ بالمال في الحال؛ لأن ما ادعى من الأجل لم يثبت عند تكذيب المقر له فكأنه ادعى الأجل إلى شهر في دين أقر به مطلقا وقيل في القرض، الوديعة التي استهلكها هذا الجواب على قول أبي حنيفة ومحمد فأما عند أبي يوسف فيؤاخذ به في الحال، وإن صدقه كما في الغصب وقد بينا المسألة في الوديعة وكذلك الصبي، والمعتوه الذي يعقل البيع، والشراء وقد أذن له في التجارة فيقر بنحو ذلك؛ لأن الإذن لهما في التجارة صحيح وإقرارهما بعد الإذن نافذ كإقرار العبد وكما ينفذ إقرارهما بعد البلوغ عن عقل إلا أنهما لا يؤاخذان بالقرض، الوديعة المستهلكة إذا صدقهما المقر له في ذلك بعد الكبر، والإفاقة؛ لأن الثابت بإقرارهما كالثابت بالمعاينة وقد طعن عيسى رحمه الله في مسألة الصبي فقال: هذا في قياس قول أبي حنيفة وأبي يوسف صحيح، وهو خطأ في قول محمد على قياس مسألة الإقرار إذا أسلم حربي"۔(۱)

مذکورہ عبارت میں بھی حضرت شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ ذکر فرمایا کہ حضرت عیسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ **حضرت امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خطا کی ہے۔** یہاں پر بھی بتائیے کہ خطا کی نسبت کرنے کی وجہ سے ان پر کون سا حکم نافذ ہوگا؟

---

(۱) المبسوط للسرخسی، ج:۲۵، ص:۸۲، دار المعرفة، بیروت، ۱۹۹۳ء

”عروة بن الزبير عن زيد بن خالد الجهني سمعت رسول الله - صلى الله عليه وسلم - يقول: من مس فرجه فليتوضأ« . ورواه البزار والطبراني، وقال ابن المديني: أخطأفيه ابن إسحاق“ ۔(۱)

اس عبارت میں حضرت ابن اسحاق کی جانب خطا کی نسبت ابن مدینی نے کی ہے ان پر کیا حکم نافذ ہوگا؟

”وفي استقبالها بالفرج واستدبارها أربعة أقوال لأهل العلم. الأول: أنه يحرم استقبالها واستدبارها في الصحراء والبنيان، وهو قول أبي أيوب الأنصاري، واسمه خالد بن زيد النجاري شهد بدرا ومات في زمان معاوية - رضي الله عنه - سنة خمسين وقيل: سنة اثنتين وخمسين بأرض قسطنطينية، وقول مجاهد والنخعي والثوري وأبي ثور ورواية عن أحمد. القول الثاني: أنه حرام في الصحراء جائز في البنيان بشرط أن يكون بينه وبين الجدار ثلاثة أذرع فما دونها وارتفاعه قدر مؤخرة الرحل، فهو حرام، إلا أن يكون في بيت مبني لذلک فلا حرج فيه، وكذا لو ستر في الصحراء بشيء من ذلک، قال الثوري: وهذا قول العباس بن عبد المطلب وعبد الله بن عمر والشعبي ومالک والشافعي ورواية عن أحمد. قلت: هذا الإطلاق عن الثوري خطأ؛ لأنه لا يمكنه بعد الشرطين اللذين شرطهما لمذهبه عنهم مع أنهما لا أصل لهما ولا نص عليهما دليل شرعي. والقول الثالث: يجوز ذلک فيهما، وبه قال عروة بن الزبير وربيعة وداود“ ۔(۲)

---

(۱) البناية شرح الهداية، باب نواقض الوضوء، ج:۱، ص:۳۰۲، دار الكتب العلمية، بيروت، ۲۰۰۰ء

(۲) البناية شرح الهداية، فصل ويكره استقبال القبلة بالفرج فی الخلاء، ج:۲، ص:۲۲۶، دار الكتب العلمية، بيروت، ۲۰۰۰ء

مذکورہ عبارت کو ملاحظہ کیجیے اس میں **حضرت علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ** نے خطا کی نسبت **حضرت امام ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جانب کی ہے۔**

تفسیر روح البیان میں ہے:

"وما جرى بين الصحابة من التشاجر والتخاصم فانه يهيج بغض الصحابة والطعن فيهم وهم اعلام الدين وما وقع بينهم من المنازعات فيحمل على محامل صحيحة ولعل ذلك لخطأ فى الاجتهاد لا لطلب الرياسة والدنيا كما لا يخفى"۔(۱)

"والصحابة الأربعة مجتهدون فى الحرب مخطئون فيه وعلى رضى الله تعالىٰ عنه مجتهد مصيب"۔(۲)

جنگ کے معاملے میں چاروں صحابۂ کرام اپنے اجتہاد میں خطا پر تھے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجتہد مصیب تھے۔

صاحب روح البیان تمہارے نزدیک معاذ اللہ گستاخ صحابہ ٹھہریں گے کیوں کہ انہوں چار صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی جانب خطا کی نسبت کردی ہے۔

لفظ "خطا" کا استعمال اور اعلیٰ حضرت

اب یہاں کچھ اردو کتاب کے حوالہ جات بھی درج کر دیئے جائیں تا کہ بی-اے پاس سید صاحب، چُھٹ بھئیوں اور عام لوگوں کو بھی اصل مسئلہ سمجھنے میں آسانی ہو۔ اعلی حضرت امام احمد قادری برکاتی قدس سرہ فرماتے ہیں:

---

(۱) تفسیر روح البیان، ج:۴، ص:۱۴۳، دار الفکر، بیروت، ۱۱۲۷ھ

(۲) الناہیۃ عن طعن امیر المومنین معاویۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ص:۷، مکتبۃ الحقیقۃ، ترکیا، ۲۰۰۴ء

"جب حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خطائے اجتہادی سے رجوع فرما کر دست حق پرست حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ پر تجدید بیعت چاہی ظالم کے ہاتھ سے زخمی ہو چکے تھے امیر المومنین علی تک وصول کی طاقت نہ تھی امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے لشکر کا ایک سپاہی گزرا اسے بلا کر حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے ہاتھ پر تجدید بیعت فرمائی اور روح اقدس جوار اقدس رحمت الٰہی میں پہنچی"۔(۱)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ سے یہ سوال کیا جاتا ہے:

"حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ایک روز خفا ہوئے، اور روافض کہتے ہیں یہی وجہ ہے باغی ہونے کی، پھر ایک کتاب مولانا حاجی صاحب کی تصنیف اعتقاد نامہ ہے جو بچوں کو پڑھایا جاتا ہے اس میں یہ شعر بھی درج ہے۔

حق درآنجا بدست حیدر بود

جنگ با او خطا ومنکر بود

(حق وہاں حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں تھا ان کے ساتھ جنگ غلط اور ناپسندیدہ تھی۔

اس کے جواب میں آپ یوں تحریر فرماتے ہیں:

روافض کا قول کذب محض ہے، عقائد نامہ میں خطا و منکر بود نہیں ہے بلکہ خطائے منکر بود۔ اہل سنت کے نزدیک امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خطا خطائے اجتہادی تھی، اجتہاد پر طعن جائز نہیں، خطائے اجتہادی دو قسم ہے، مقرر ومنکر، مقرر وہ جس کے صاحب کو اُس پر برقرار رکھا جائے گا اور اُس سے تعرض نہ کیا جائے گا،

---

(۱) فتاوی رضویہ مترجم، ج۲۱، ص: ۴۹۳، مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

جیسے حنفیہ کے نزدیک شافعی المذہب مقتدی کا امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا، اور منکروہ جس پر انکار کیا جائے گا جب کہ اس کے سبب کوئی فتنہ پیدا ہوتا ہو جیسے اجلہ اصحاب جمل رضی اللہ تعالٰی عنہم کہ قطعی جنتی ہیں اور ان کی خطا یقیناً اجتہادی جس میں کسی نام سنیت لینے والے کو محل لب کشائی نہیں، بایں ہمہ اس پر انکار لازم تھا جیسا امیر المومنین مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم نے کیا باقی مشاجراتِ صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم میں مداخلت حرام ہے"۔(۱)

دوسرے مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

"جنگِ جمل وصفین میں حق بدست حق پرست امیر المومنین علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ تھا۔ **مگر حضرات صحابہ کرام مخالفین کی خطا خطائے اجتہادی تھی** جس کی وجہ سے ان پر طعن سخت حرام، ان کی نسبت کوئی کلمہ اس سے زائد گستاخی کا نکالنا بے شک رفض ہے اور خروج از دائرہ اہلسنت۔ جو کسی صحابی کی شان میں کلمہ طعن وتوہین کہے، انہیں بُرا جانے، فاسق مانے، ان میں سے کسی سے بغض رکھے مطلقاً رافضی ہے"۔(۲)

ایک اور جگہ پر تحریر فرماتے ہیں:

"اقول:و وقع فی ردالمحتار هنا زلل قلم فانه قال فی شرح قول المضمرات المار مانصه قوله مع الماء ای تبعا قال فی کتاب الشرب من البزازیة لم تصح اجارة الشرب۔الی أخره وذکر بعض ماذکرنامن عبارتهافجعل موردالمضمرات والبزازیة معاواحد وعندی لیس کذٰلک فان اجازة البزازی فیما اذا أجر ارضاللزراعة ولها شرب تسقی بها فأجر شربها معها، وجواز هذا ماش علی الاصول غیر محتاج الی استناد لعموم البلوی فکم من شیئ یجوز ضمنا لاقصدا۔

---

(۱) فتاوی رضویہ مترجم، ج:۲۹، ص:۳۳۵، مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

(۲) فتاوی رضویہ مترجم، ج:۲۹، ص:۶۱۵، مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

اقول: (میں کہتا ہوں) **ردالمحتار میں اس مقام پر قلمی خطا واقع ہوئی ہے** کیونکہ انھوں نے مضمرات کی مذکورہ عبارت کی شرح میں عبارت لکھی مع الماء ای تبعا پانی سمیت یعنی بالتبع، اور انھوں نے کتاب الشرب میں لکھا بزازیہ سے منقول ہے کہ سیرابی پانی کی بیع جائز نہیں ہے الی آخرہ۔ اور ساتھ ہی ہماری نقل کردہ عبارت ذکر کی، اس طرح انھوں نے مضمرات اور بزازیہ دونوں کی ذکر کردہ مورد کو ایک ہی معنی دیا جبکہ میرے نزدیک ایسے نہیں ہے کیونکہ بزازیہ میں اجارہ کی صورت میں یہ ہے کہ زمین زراعت کے لئے اجارہ پر دی اور اس زمین کا سیرابی پانی ہو جس سے اس کو سیرابی کا اجارہ جائز ہے اور یہ جواز اصول پر مبنی ہے کسی عموم بلوٰی کی طرف منسوب کرنے کی اسے ضرورت نہیں ہے بہت سے امور ضمنا جائز اور مقصوداً ناجائز ہوتے ہیں۔"(۱)

"وفی التذکرۃ (شبۃ) بالتانیث تطلق علی المعدن و المعروف الاٰن بروح التوتیا ویسمی الخارصینی ۱ھ اقول وقولہ بالتانیث خطأ ففی القاموس من باب الھاء الشبہ و الشبھان محرکتین الحاس لاصفر ویکسر۔

صاحب تذکرہ کی جانب خطا کی نسبت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

تذکرہ میں شبۃ بالتانیث اس مشہور دھات کو کہتے ہیں جواب روح توتیا سے مشہور ہے اور اسے خارصینی بھی کہا جاتا ہے اھ۔ **اقول صاحب تذکرہ کا اسے تائے تانیث کے ساتھ بتانا خطا ہے** اس لیے کہ قاموس کے باب الہاء میں یہ درج ہے: شبہ وشبھان۔ دونوں لفظ (ش وب پر) حرکت کے ساتھ۔ زرد تانبا اور اس پر کسرہ بھی استعمال ہوتا ہے"۔(۲)

"ولاشک انہ رحمہ اللہ تعالٰی کان کثیر التحدیث عن ظھر قلبہ، املی

---

(۱) فتاوی رضویہ، مترجم، ج:۱۹،ص: ۸۳-۴۸۲ مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

(۲) فتاوی رضویہ، مترجم، ج:۳،ص: ۶۵۲ مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

المسند كله من حفظه۔ كمافي التذهيب، قال: قال احمد بن اسحٰق الضبعي: سمعت ابرهيم بن ابی طالب، یقول: فذكره۔ فلاغروان یعتریه خطأً فی حدیث او حدیثین، ومن المعصوم عن مثل ذلک فی سعة ماروی و كثرته؟

اس میں تو کوئی شک نہیں کہ اسحٰق (رحمہ اللہ تعالیٰ) بے شتر حدیثیں محض یاد کے سہارے بیان کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے پُورا مسند اپنی یاد سے املا کرادیا تھا، جیسا کہ تذہیب میں ہے کہ احمد بن اسحٰق ضبعی نے کہا ہے کہ میں نے ابراہیم بن ابی طالب کو یہ بات کہتے سنا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے وہی (مسند کے املا والی بات) ذکر کی ہے۔ **تو اس صورت میں اگر اسحٰق سے ایک یا دو حدیثوں میں خطا واقع ہو جائے تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔** اس قدر وسیع اور کثیر روایات میں اتنی تھوڑی سی خطا سے اور کون معصوم ہے؟'' (۱)

لفظ ''خطا'' کا استعمال اور حضرت تاج الفحول

تاج الفحول حضرت علامہ عبد القادر بدایونی قدس سرہ رقم طراز ہیں:

''خاتم الخلفاء الراشدین حضرت امیر المومنین (علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے محاربین کے تین گروہ تھے جو کہ اس فتنے میں شامل تھے ان میں سے کسی بھی گروہ کو کافر نہیں کہا جا سکتا، بہر حال ان تین گروہوں میں فرق یہ ہے کہ جنگ جمل کے محاربین کے سربراہ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے جو کہ عشرۂ مبشرہ سے ہیں اور حضور علیہ السلام کی زوجۂ محبوبہ امّ المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں، ان کی غرض جدال وقتال نہ تھی بلکہ مسلمانوں کے حال کی اصلاح پیش نظر تھی لیکن اچانک جنگ چھڑ گئی۔ ان تینوں حضرات کا رجوع معتمد

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۵، ص: ۲۲۳، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

روایات سے ثابت ہے باوجود اس کے **کہ خطائے اجتہادی ایک ثواب کی مستوجب ہے**، پھر بھی ان حضرات نے رجوع کیا''۔(۱)

اسی میں ہے:

''جنگ صفین کے محاربین کے سربراہ حضرت معاویہ اور عمر بن عاص ہیں یہ دونوں حضرات بھی صحابۂ کرام میں سے ہیں یہ بھی اشتباہ میں پڑے اور اپنی غلطی سے بار بار قتل و قتال پر اصرار کرتے رہے **اس گروہ نے بھی خطا اجتہاد کی وجہ سے کی لیکن ان کی خطا واجب الانکار ہے**''۔(۲)

لفظ خطا کا استعمال اور حضور صدر الشریعہ

صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ امجد علی اعظمی قدس سرہ سے سوال ہوتا ہے کہ ''کرمانی شرح بخاری کے حوالہ سے یہ حدیث پڑھی گئی ''**یا عمارة تقتلک الفئة الباغية انت تدعوهم الیٰ الجنة وهم يدعونک الی النار۔ قتله اصحاب معاوية**'' اس حدیث کے متعلق کیا رائے عالی ہے؟ آپ اس کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

''حدیث کا مفہوم ظاہر ہے، اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ برسر حق تھے اور **حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی اجتہادی خطا تھی** جب بات یہ ہے **تو حضرت معاویہ کی جانب حق نہ تھا** مگر چونکہ اجتہادی غلطی تھی اس وجہ سے اس پر مواخذہ نہیں کہ مجتہد سے اگرچہ اجتہاد میں غلطی ہو مواخذہ نہیں ہوتا''۔(۳)

---

(۱) تصحیح العقیدہ فی باب امیر المعاویہ) اختلاف علی ومعاویہ(ص:۱۱، آل انڈیا اعلیٰ حضرت تاج الفحول اکیڈمی، بدایوں شریف، ۱۹۹۸ء

(۲) تصحیح العقیدہ فی باب امیر المعاویہ) اختلاف علی ومعاویہ(ص:۱۲، آل انڈیا اعلیٰ حضرت تاج الفحول اکیڈمی، بدایوں شریف، ۱۹۹۸ء

(۳) فتاویٰ امجدیہ، ج:۴، ص:۵۱۲، دائرۃ المعارف الامجدیہ گھوسی

لفظ ''خطا'' کا استعمال اور حضور شیر بیشۂ اہل سنت

حضرت امام اعظم قدس سرہ کی کتاب فقہ اکبر کی ایک عبارت ''ماتا علی الکفر'' کا ترجمہ رشید احمد گنگوہی نے جو کیا ہے شیر بیشۂ اہلسنت حضرت علامہ مفتی حشمت علی خاں قادری پیلی بھیتی قدس سرہ نے اس کا رد کیا چونکہ اپنے اعتقاد باطلہ کی بنیاد پر گنگوہی جی نے اس کا ترجمہ اس طرح کیا:

''نبی کے والدین حالت کفر میں انتقال کر گئے''۔(معاذ اللہ)

رد کرتے ہوئے اس بحث کے آخری حصہ میں شیر بیشۂ اہلسنت حضرت علامہ مفتی حشمت علی خاں قادری پیلی بھیتی قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں:

''اور اگر یہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ فقہ اکبر شریف میں یہ عبارت اسی طرح ہے تو اس کے معنی ہرگز وہ نہیں جو بعینہ گنگوہی نے لیے۔

ہاں ملا علی قاری رحمۃ اللہ الباری کی شرح میں اگر وہ عبارت انہیں کی ثابت ہو تو بے شک اس مسئلے میں بھی ان سے غلطی ہوئی اور انہوں نے تشدد سے کام لیا جو یقیناً غلط ہے، مگر کوئی معصوم نہیں ہے، الا الانبیاء و الملائکۃ علی سیدھم و علیٰ آلہ الصلاۃ و السلام و لکل عالم ھفوۃ و لکل صارم نبأۃ، کسی عالم کا وہ قول جو دلائل شرعیہ کے مخالف ہو ہرگز قابل تسلیم نہیں ہو سکتا، لہذا اس مسئلے میں مجرد قول ملا علی قاری علیہ الرحمہ کا ہم پر ہرگز حجت نہیں انہوں نے جو کچھ اس مسئلے میں کہا ہمارے علمائے کرام رضی اللہ عنہم نے اس کا شافی و کافی رد کیا اور اپنے مدعا کو دلائل کثیرہ قویہ و براہین متکاثرہ جلیلہ سے مؤید کیا و للہ الحمد''۔(۱)

---

(۱) فتاوی حشمتیہ، ج:۱،ص:۸۱،عسکری اکیڈمی، آستانۂ عالیہ حشمتیہ، حشمت نگر، پیلی بھیت

لفظ ''خطا'' کا استعمال اور بحر العلوم اعظمی

بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبد المنان اعظمی قدس سرہ سے سوال ہوا کہ معرکہ صفین حق و باطل تھی یا دونوں فریق حق پر تھے؟ اس کا جواب آپ نے یوں قلم بند فرمایا:

''اگر حق و باطل سے آپ کی مراد اسلام و کفر ہے تو ظاہر ہے کہ یہ لڑائی کفر و اسلام کی نہیں تھی۔ طرفین مسلمان ہی تھے اور وہ مسئلہ جس پر جنگ ہوئی اسلام کا کوئی بنیادی مسئلہ نہیں تھا۔ اصل مسئلہ کے واضح ہو جانے کے بعد یہ ضروری ہے کہ یہ معلوم کرلیا جائے جائے کہ غلطی اور غلط فہمی دونوں کا حکم ایک ہی نہیں ہے۔ اسی طرح مجتہد اور غیر مجتہد دونوں کی پوزیشن یکساں نہیں اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اسلام میں ایسے لوگوں کے لیے جو اپنی صلاحیت علمی میں ممتاز ہوں اور شرعی امور میں ایک خاص درجہ کا مقام رکھتے ہیں انہیں مجتہد کہا جاتا ہے اور ان کو فیصلہ دینے اور ظاہر کرنے کا حق شریعت نے تسلیم کیا۔

اور امتی خواہ کتنا ہی بڑا ہے اس کی رائے میں غلطی کا امکان ہے لیکن جس طرح سے ایک کامل نشانہ باز کو اس وجہ سے کہ وہ نشانہ میں غلطی کر سکتا ہے تیر چلانے سے روکا نہیں جا سکتا، ٹھیک اسی طرح ایک مجتہد کو کہ اس کی رائے میں غلطی کا امکان ہے رائے دینے اور فیصلہ کرنے سے روکا نہیں جا سکتا اسی طرح اس نے اگر اپنے طور پر اخلاص کے ساتھ صحیح ہی فیصلہ کیا لیکن فی الحقیقت وہ خلاف واقع تھا تو اس پر کوئی جرم و تاوان عائد نہیں کیا جا سکتا، برخلاف اس کے غیر مجتہد امکان صحت کے باوجود بھی روکا جائے گا اور اجتہاد کرے تو قطع نظر اس سے کہ غلط کرتا ہے یا صحیح مجرم بھی ہوگا''۔(۱)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

''مولا علی مجتہد مصیب ہیں اور امیر معاویہ مجتہد مخطی اور حق یقیناً

---

(۱) فتاوی بحر العلوم، ج:۶، ص:۴۲۸، مطبوعہ: امام احمد رضا اکیڈمی، صالح نگر، بریلی شریف

حضرت علی کے ساتھ تھا‘‘۔(۱)

لفظ ’’خطا‘‘ کا استعمال اور شارح بخاری

مفتی شریف الحق امجدی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں

’’حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اگرچہ جلیل القدر صحابی رسول ہیں اور مجتہد صحابی ہیں لیکن سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو ان پر بدرجہا فضیلت حاصل ہے اور ان دونوں حضرات کے مشاجرات میں حق مولائے کائنات کے ساتھ تھا اور **امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے خطائے اجتہادی سرزد ہوئی تھی**، اس لیے ان پر بھی طعن کرنا جائز نہیں‘‘۔(۲)

مفتی شریف الحق امجدی قدس سرہ سے سوال ہوتا ہے کہ:

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح فقہ اکبر میں لکھا ہے کہ حضرت عمار بن یاسر کے حق میں حضور سے ثابت ہے کہ ’’تقتلک الفئۃ الباغیۃ‘‘ (تم کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا) اور چونکہ حضرت امیر معاویہ کے گروہ کے آدمی ہی نے آپ کو شہید کیا تھا، تو کیا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ان کے گروہ والوں کو باغی کہا جا سکتا ہے؟ جیسا کہ مودودی نے خلافت و ملوکیت میں تحریر کیا ہے۔

اس کے جواب میں آپ یوں تحریر فرماتے ہیں:

’’یہ حدیث صحیح ہے، اسے امام بخاری نے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے، اس حدیث کی رو سے **بلاشبہہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خطا پر تھے** اور حضرت شیر خدا رضی اللہ عنہ حق پر‘‘۔ (۳)

---

(۱) فتاوی بحر العلوم، ج:۶،ص:۴۲۸، امام احمد رضا اکیڈمی، صالح نگر، بریلی شریف

(۲) فتاوی شارح بخاری ج:۳،ص:۲۸، دائرۃ البرکات گھوسی مئو، ۲۰۰۱ء

(۳) فتاوی شارح بخاری ج:۳،ص:۶۴، دائرۃ البرکات گھوسی مئو، ۲۰۰۱ء

مذکورہ اقتباسات سے ظاہر ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی، تاج الفحول حضرت علامہ عبد القادر بدایونی، صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ امجد علی اعظمی، شیر بیشۂ اہلسنت حضرت علامہ مفتی حشمت علی خاں قادری پیلی بھیتی، بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبد المنان اعظمی اور مفتی شریف الحق امجدی (علیہم الرحمہ) نے بعض صحابۂ کرام کی جانب خطا کی نسبت کی تو کیا یہ سب گستاخ صحابہ ہوئے؟ ان پر توبہ ورجوع لازم ہے یا نہیں؟

دعوتِ فکر

جو دشمنی اور جو نفرت اللہ ورسول کے لیے ہو وہ محمود ہے، بلا وجہ کسی کو ذاتی دشمنی یا بغض وعناد کے سبب الزام لگانا اور شرع مطہر پر بہتان کرنا یہ عقل مندی نہیں اس سے دنیا وآخرت کی بربادی کے سوا کیا حاصل؟ چاہے اپنے آپ کو کسی بھی خانقاہ سے منسوب کرو یا کسی بھی بزرگ سے، چاہے اپنا رشتہ صوفیہ سے جوڑو یا اتقیا سے اگر شرع مطہر پر بہتان کرو گے اس میں زیادتی یا دخل اندازی کرو گے تو عنداللہ اور عندالناس مجرم ہی رہو گے یہی قرآن وحدیث سے ثابت اور بزرگان دین نے بھی اسی کا حکم دیا ہے اس ضمن میں چند اقوال نقل کیے جاتے ہیں:

ع شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات!

حضور پر نور غوث الثقلین غیاث الثقلین رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں:

"إذا وجدت فی قلبک بغض شخص او حبه فاعرض أفعاله علی الکتاب والسنة فان کانت محبوبة فیهما فاحبه وان کانت مکروهة فاکرهه لئلا تحبه بهواک وتبغضه بهواک قال اللہ: ولا تتبع الهوی فیضلک عن سبیل اللہ۔(۱)

---

(۱) الطبقات الکبری للشعرانی، ترجمہ: سید عبدالقادر الجیلی مصطفی البابی مصر ۱/۱۳۱

جب تو اپنے دل میں کسی کی دشمنی یا محبت پائے تو اس کے کاموں کو قرآن وحدیث پر پیش کر، اگر ان میں پسندیدہ ہوں تو اس سے محبت رکھ اور اگر ناپسند ہوں تو کراہت، تاکہ اپنی خواہش سے نہ کوئی دوست رکھے نہ دشمن، اللہ تعالی فرماتا ہے: خواہش کی پیروی نہ کر کہ تجھے بہکا دے گی خدا کی راہ سے۔

حضور پر نور سیدنا باز اشہب شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"الشريعة المطهرة المحمدية ثمرة شجرة الملة الاسلامية شمس اضاءت بنورها ظلمة الكونين اتباع شرعه يعطى سعادة الدارين احذر ان تخرج من دائرته اياك ان تفارق اجماع اهله"۔ (۱)

شریعت پاکیزہ محمدی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم درخت دین اسلام کا پھل ہے شریعت وہ آفتاب ہے جس کی چمک سے تمام جہاں کی اندھیریاں جگمگا اٹھیں شرع کی پیروی دونوں جہان کی سعادت بخشی ہے خبردار اس کے دائرہ سے باہر نہ جانا، خبردار اہل شریعت کی جماعت سے جدا نہ ہونا۔

حضور پر نور سید الاولیا قطب الکونین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اقرب الطرق الى الله تعالٰى لزوم قانون العبودية والاستمساك بعروة الشريعة"۔ (۲)

اللہ عزوجل کی طرف سے سب سے زیادہ قریب راستہ قانون بندگی کو لازم پکڑنا اور

---

(۱) بهجة الاسرار، ذكر فصول من كلامه مرصعا بشيئ الخ، مصطفى البابى، مصر ص:۴۹

(۲) بهجة الاسرار، ذكر فصول من كلامه مرصعا بشيئ الخ، مصطفى البابى، مصر ص:۵۰

شریعت کی گرہ کوتھامے رہنا ہے۔

حضرت سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میرے پیر حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے دعا دی:

"جعلک اللہ صاحب حدیث صوفیا و لاجعلک صوفیا صاحب حدیث"۔(۱)

اللہ تعالیٰ تمھیں حدیث داں کر کے صوفی بنائے اور حدیث داں ہونے سے پہلے تمھیں صوفی نہ کرے۔

امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ العالی اس دعائے حضرت سیدی سری سقطی رضی اللہ تعالی عنہ کی شرح فرماتے ہیں:

"اشار الی ان من حصل الحدیث و العلم ثم تصوف افلح و من تصوف قبل العلم خاطر بنفسه"۔(۲)

حضرت سری سقطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس طرف اشارہ فرمایا کہ جس نے پہلے حدیث وعلم حاصل کر کے تصوف میں قدم رکھا وہ فلاح کو پہنچا، اور جس نے علم حاصل کرنے سے پہلے صوفی بننا چاہا اس نے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالا، (**والعیاذ باللہ تعالیٰ**)

حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی گئی کچھ لوگ زعم کرتے ہیں کہ:

"ان التکالیف کانت وسیلۃ الی الوصول و قد وصلنا"۔(۳)

یعنی احکام شرعیت تو وصول کا وسیلہ تھے اور ہم واصل ہو گئے اب ہمیں شرعیت کی کیا

---

(۱) احیاء العلوم کتاب العلم الباب الثانی مطبعۃ المشہد الحسینی قاہرہ ۲۲/۱

(۲) احیاء العلوم کتاب العلم الباب الثانی مطبعۃ المشہد الحسینی قاہرہ ۲۲/۱

حاجت۔

فرمایا: ''**صدقوا فی الوصول ولکن الی سقر والذی یسرق ویزنی خیر ممن یعتقد ذٰلک ولو انی بقیت الف عام مانقصت من اورادی شیئا الابعذر شرعی**''۔(۱)

سچ کہتے ہیں واصل ضرور ہوئے، کہاں تک جہنم تک چوراور زانی ایسے عقیدے والوں سے بہتر ہیں، میں اگر ہزار برس جیوں تو فرائض واجبات تو بڑی چیز ہیں جو نوافل ومستحبات مقرر کر لئے ہیں بے عذر شرعی ان میں سے کچھ کم نہ کروں۔

حضرت سیدی ابوالقاسم قشیری رضی اللہ تعالٰی عنہ اپنے رسالہ مبارک میں حضرت سیدی ابوالقاسم جنید بغدادی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے نقل فرماتے ہیں:

''**من لم یحفظ القراٰن ولم یکتب الحدیث لایقتدٰی به فی هذا الامر لان علمنا هذا مقید بالکتاب والسنة**''۔(۲)

جس نے نہ قرآن یاد کیا نہ حدیث لکھی یعنی جو علم شریعت سے آگاہ نہیں دربارہ طریقت اس کی اقتدا نہ کریں اسے اپنا پیر نہ بنائیں کہ ہمارا یہ علم طریقت بالکل کتاب وسنت کا پابند ہے۔

نیز فرمایا: **الطریق کلها مسدودة علی الخلق الاعلی من اقتفی اثر الرسول علیه الصلوٰة والسلام**۔(۳)

---

(۱) الیواقیت والجواہر المبحث السادس والعشرون مصطفی البابی مصر ۱/۱۵۱

(۲) الرسالۃ القشیریۃ ذکر ابی القاسم الجنید بن محمد مصطفی البابی مصر ص۲۰

(۳) الرسالۃ القشیریۃ ذکر ابی القاسم الجنید بن محمد مصطفی البابی مصر ص۲۰

خلق پر تمام راستے بند ہیں مگر وہ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نشان قدم کی پیروی کرے۔

حضرت سیدنا ابو یزید بسطامی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عمی بسطامی کے والد رحمہما اللہ تعالٰی سے فرمایا: چلو اس شخص کو دیکھیں جس نے اپنے آپ کو بنام ولایت مشہور کیا ہے، وہ شخص مرجع ناس و مشہور بہ زہد تھا، جب وہاں تشریف لے گئے اتفاقا اس نے قبلہ کی طرف تھوکا۔ حضرت ابو یزید بسطامی رضی اللہ تعالٰی عنہ فورا واپس آئے اور اس سے سلام علیک نہ کی اور فرمایا: "**هذا رجل غير مامون على أدب من اداب رسول اللہ صلى اللہ تعالٰى عليه وسلم فكيف يكون مامونا على مايدعيه**"۔ (۱)

یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے آداب سے ایک ادب پر تو امین ہے نہیں جس چیز کا ادعا رکھتا ہے اس پر کیا امین ہوگا۔

اور دوسری روایت میں ہے۔ فرمایا:

"**هذا رجل غير مامون على ادب من اداب الشريعة فكيف يكون امينا على اسرار الحق**"۔ (۲)

یہ شخص شریعت کے ایک ادب پر تو امین ہے نہیں اسرار الٰہیہ پر کیونکہ امین ہوگا۔

نیز حضرت بسطامی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں:

"**لو نظرتم الى رجل اعطى من الكرامات حتى يرتقى (وفى نسخة يتربع) فى الهواء فلا تغتروا به حتى تنظروا كيف تجدونه عندالامر والنهى وحفظ الحدود وآداب الشريعة**"۔ (۳)

---

(۱) الرسالة القشيرية ذكر ابويزيد البسطامى مصطفى البابى مصر ص۱۵

(۲) الرسالة القشيرية باب الولاية مصطفى البابى مصر ص۱۱۷

(۳) الرسالة القشيرية ذكر ابويزيد البسطامى مصطفى البابى مصر ص۱۵

اگر تم کسی شخص کو دیکھو ایسی کرامت دیا گیا کہ ہوا پر چار زانو بیٹھ سکے تو اس سے فریب نہ کھانا جب تک یہ نہ دیکھو کہ فرض، واجب ومکروہ وحرام ومحافظت حدود وآداب شریعت میں اس کا حال کیسا ہے۔

حضرت ابو سعید خراز رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ حضرت ذوالنون مصری سری سقطی رضی اللہ تعالٰی عنہما کے اصحاب اور سید الطائفہ جنید رضی اللہ تعالٰی عنہ کے اقران سے ہیں فرماتے ہیں:

"کل باطن یخالفه ظاهر فهو باطل"۔(۱)

جو باطن کہ ظاہر اس کی مخالفت کرے وہ باطن نہیں باطل ہے۔

علامہ عارف باللہ سیدی عبد الغنی نابلسی قدس سرہ القدسی اس قول مبارک کی شرح میں فرماتے ہیں:

"لانه وسوسة شیطانیة وزخرفة نفسانیة حیث خالف الظاهر"۔(۲) اس لئے کہ جب اس نے ظاہر کی مخالفت کی تو وہ شیطانی وسوسہ اور نفس کی بناوٹ ہے۔

نیز حضرت سعید بن اسمعیل حیری ممدوح رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

"الصحبة مع رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم باتباع السنة ولزوم ظاهر العلم"۔(۳)

---

(۱) الرسالة القشیریة، ذکر ابو سعید خراز، مصطفی البابی مصر، ص ۲۴

(۲) الحدیقة الندیة، الباب الاول الفصل الثانی، مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد، ۱/۱۸۶

(۳) الرسالة القشیریة، ذکر ابو عثمن سعید بن اسمعیل الحیری مصطفی البابی مصر، ص ۲۱

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ زندگانی کا طریقہ یہ ہے کہ سنت کی پیروی کرے اور علم ظاہر کو لازم پکڑے۔

لفظ خطا کے استعمال کی وجہ سے جن لوگوں نے اتنا واویلا مچایا، گندی زبانیں استعمال کیں، نازیبا کلمات جانے یا انجانے میں بکے ان کو چاہیے کہ اب حق کے واضح ہو جانے کے بعد بزرگوں کی روش کو اپناتے ہوئے اپنی ان نازیبا حرکتوں سے توبہ کرلیں ورنہ یاد رکھیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"من اذٰی مسلما فقد اذانی و من اذانی فقد اذی اللّٰہ"۔(۱)

جس نے کسی مسلمان کو بلا وجہ شرعی ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"من مشی مع ظالم لیعینہ و ھو یعلم انہ ظالم فقد خرج من الاسلام"۔(۲)

جو دانستہ کسی ظالم کی مدد کو چلے وہ اسلام سے نکل جائے گا۔

جب ایک عام مسلمان و مومن کو ایذا دینا گویا کہ خود سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا دینا ہے اور علمائے شریعت اللہ عزوجل علمائے شریعت کو اپنا چنا ہوا بندہ کہتا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انھیں اپنا وارث، اپنا خلیفہ، انبیا کا جانشین بتاتے ہیں تو انھیں تکلیف پہنچانا، ان کے لیے غلیظ زبان استعمال کرنا اور ان پر بہتان تراشی کرنا اللہ و رسول کو کتنا ناپسند ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

---

(۱) کنز العمال، الباب الثانی فی الترہیبات، مؤسستہ الرسالہ بیروت، ۱۰/۱۲

(۲) المعجم الکبیر، ما اسند اوس بن شرجیل رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ حدیث ۲۱۹، بیروت ۱/۲۲۷

"ثلثه لایستخف بحقهم الامنافق بین النفاق ذوالشیبة فی الاسلام وذوالعلم وامام مقسط"۔(۱)

تین شخصوں کے حق کو ہلکا نہ جانے گا مگر منافق منافق بھی کون سا کھلا منافق۔ ایک بوڑھا مسلمان جسے اسلام ہی میں بڑھاپا آیا، دوسرا عالم دین، تیسرا بادشاہ مسلمان عادل۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"لایبغی علی الناس الاولدبغی والامن فیه عرق منه"۔(۲)

لوگوں پر زیادتی نہ کرے گا مگر ولدالزنا یا وہ جس میں اس کی کوئی رگ ہو۔

جب عام لوگوں پر زیادتی کے بارے میں یہ حکم ہے پھر علماء کی شان ارفع واعلیٰ ہے بلکہ حدیث میں لفظ ناس فرمایا، اوراس کے سچے مصداق علما ہی ہیں۔

امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ العالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں:

"سئل ابن المبارک من الناس فقال العلماء"۔(۳)

یعنی ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تلمیذ رشید عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ حدیث وفقہ ومعرفت وولایت سب میں امام اجل ہیں ان سے کسی نے پوچھا کہ ناس یعنی آدمی کون ہیں، فرمایا: علما، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"من أذی مسلما فقد أذانی فقد اذی اللّٰہ"۔(۴)

---

(۱) المعجم الکبیر، عن ابی امامه، حدیث ۷۸۱۸، المکتبة الفیصلیة بیروت، ۲۳۸/۸

(۲) کنز العمال، بحواله ابی الشیخ فی التوبیخ، حدیث ۴۳۸۱۱، مؤسسة الرسالة بیروت ۳۲/۱۲

(۳) احیاء العلوم، کتاب العلم، الباب الاول، مطبعة المشهد الحسینی قاہرہ، ۷/۱

(۴) احیاء العلوم، کتاب العلم، الباب الاول، مطبعة المشهد الحسینی قاہرہ، ۷/۱

جس نے کسی مسلمان کو ناحق ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ عزوجل کو ایذا دی۔

ہر ایک کو برا وہی کہے گا جو خود نہایت برا اور بدتر ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

''لیس المومن بالطعان و لا اللعان و لا الفاحش و لا البذی''۔ (۱)

مسلمان نہیں ہے ہر ایک پر منہ آنے والا اور نہ بکثرت لوگوں پر لعنت کرنے والا اور نہ بے حیائی کے کام کرنے والا اور نہ فحش بکنے والا۔

تاج الشریعہ کی عبارت کی خوبیاں

حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا قادری ازہری دامت برکاتہم العالیہ کی اس عبارت سے حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیا قدس سرہ سے محبت کا اظہار اور ان کی عظمت و رفعت کا اعتراف بھی مستفاد ہے نیز عبارت میں ادب و تعظیم کے اعتبار سے بھی کسی بھی قسم کا کوئی شائبہ تک نہیں ہے عبارت ملاحظہ فرمائیں:

''اور حضرت محبوب الٰہی اور ان بعض فقہا پر طعن جائز نہیں بلکہ ان کے ساتھ حسن ظن اور ان کا احترام لازم ہے اور حسن ظن یہ ہے کہ ان حضرات سے اس مسئلہ میں خطا سرزد ہوگئی نہ کہ انہوں نے دانستہ حق کو چھوڑا اور باطل کو اپنایا''۔

موجودہ عبارت کے اندر پانچ (۵) باتیں ہیں:

(۱) مسئلۂ سجود تحیت کے جواز کی وجہ سے حضرت محبوب الٰہی اور ان بعض فقہا پر طعن جائز نہیں۔

(۲) ان کے ساتھ حسن ظن رکھنا چاہیے۔

---

(۱) المستدرک، کتاب الایمان، دارالفکر بیروت، ۱/۱۲

(۳)ان کا احترام لازم ہے۔

(۴)ان کے ساتھ حسن ظن یہ ہے ان حضرات سے اس مسئلہ میں خطا سرزد ہوگئی۔

(۵)خطا بھی ایسی ہے جو غیر دانستہ ہے نہ یہ کہ انہوں نے دانستہ حق کو چھوڑا اور باطل کو اپنایا۔

اگر جواب میں صرف ''حضرت محبوب الٰہی اور ان بعض فقہا پر طعن جائز نہیں'' فرما دیتے تب بھی جواب کافی ہوتا، لیکن چونکہ حضرت محبوب الٰہی اللہ رب العزت کے محبوب و برگزیدہ بندے ہیں ان کی عظمت کا اعتراف کرتے ہوئے فرمایا: ''ان کے ساتھ حسن ظن'' پھر مزید تاکید فرمائی'' اور ان کا احترام لازم ہے''۔ اس کے بعد حسن ظن کی بھی وضاحت فرمائی کہ ان کے ساتھ اس معاملہ میں حسن ظن کیا ہے کہ ان حضرات سے'' اس مسئلہ میں خطا سرزد ہوگئی'' پھر خطا کی بھی وضاحت فرمائی کہ ان لوگوں سے غیر دانستہ طور پر ایسا ہوگیا ایسا نہیں ہے کہ ''انہوں نے دانستہ حق کو چھوڑا اور باطل کو اپنایا''۔

اتنی قیودات و وضاحت کے ساتھ اس مسئلہ کا جواب دیا اگر اس کو انصاف کی نظر سے کوئی بھی عالم پڑھتا تو اس کے وہم و خیال میں بھی یہ نہیں آتا کہ اس مسئلہ میں کسی بھی اعتبار سے حضرت خواجہ نظام الحق والدین محبوب الٰہی قدس سرہ کی توہین و تنقیص ہے بلکہ اہل علم پر مذکورہ عبارت میں موجود خوبیاں اور حضرت محبوب الٰہی قدس سرہ کی عظمت رفعت کا لحاظ عیاں ہے۔

عظمت محبوب الٰہی قدس سرہ بزبان تاج الشریعہ

حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری قاضی القضاۃ فی الہند دامت برکاتہم العالیہ حضرت خواجہ نظام الحق والدین، محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر اولیائے کرام سے کس درجہ محبت فرماتے ہیں اس کا اندازہ آپ حضرت کے اس جواب سے بخوبی لگا سکتے ہیں جو سوال آپ سے ۱۱/مارچ ۲۰۱۶ء کے سیشن میں کیا گیا تھا۔

سوال یہ کیا گیا تھا کہ ۱۸/ربیع الثانی حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیا علیہ

الرحمۃ والرضوان کا عرس شریف ہے اہل سنت وجماعت میں ان کے مقام ومرتبہ پر کچھ ارشاد فرمائیں اور یہ بھی کہ جو لوگ حضرت محبوب الٰہی کی طرف مزامیر کے ساتھ سماع کی جھوٹی نسبت کرتے ہیں ان کے بھی کچھ رد ارشاد ہو؟

اس سوال کا جواب مختصر بھی ہوسکتا تھا لیکن محبت ذکر میں اطناب وطوالت کی مقتضی ہوا کرتی ہے اسی محب کے جذبہ میں آپ نے نہایت ہی تفصیل اور شرح وبسط کے ساتھ سوال کا جواب ارشاد فرمایا آپ بھی جواب ملاحظہ فرمائیں اور محبت اولیائے کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے سرشار ہوں۔

حضور تاج الشریعہ کا جواب

’’حضرت محبوب الٰہی نظام الدین محبوب الٰہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کا کہنا ہی کیا ہے وہ محبوب الٰہی ہیں اللہ کے محبوب ہیں اور ہم ان کی فضیلت کیا بیان کر سکتے ہیں ان کی فضیلت سے ہم نیازمندانِ اولیائے کرام کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے کرم کا یہ حصہ ملا ہے کہ ہم ان کو یاد کرتے ہیں اور ان سے نیازمندی کا رشتہ رکھتے ہیں محبت کرتے ہیں تو اس وسیلے سے ہماری محبت حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت اور ان سے نسبت کے استوار ہونے کا ذریعہ بنے اور یہ اولیائے کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بارگاہ رسالت میں ہم جیسے درماندہ لوگوں کا وسیلہ ہیں اور زینہ ہیں ان کی محبت اور ان کی نسبت سے ہم بارگاہِ رسالت میں رسائی کی امید رکھتے ہیں اور بارگاہِ نبوت سے ہمارا رشتۂ محبت انہیں کے وسیلے سے مضبوط ہوتا ہے اور بارگاہِ نبوت کی محبت یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبوبیت ہے جس کا اللہ تبارک وتعالیٰ نے سرکارِ مدینہ احمدِ مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان فیض ترجمان سے اعلان کروایا رہتی دنیا تک کروڑ اہل ایمان اور تمام اہل محبت کو یہ حکم سنایا کہ:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ

ذُنُوْبَكُمْ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ. (۱)

اے محبوب! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تم فرمادو اے لوگو! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو مجھ سے محبت کرو میری پیروی کرو ''یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ'' اللہ کے محبوب ہو جاؤ گے ''وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ'' اور اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو بخش دے گا ''وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ'' اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیت کریمہ سے صاف معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم کی محبت اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی محبت کا قبول (محبت الٰہی کا مقبول ہونا) معلق فرمایا ہے اور اسی محبت پر اللہ نے اپنے بندوں سے محبوبیت کا وعدہ فرمایا کہ اگر ان سے محبت کرو گے تو میرے محبوب ہو جاؤ گے۔

اللہ کا محبوب بنے وہ جو تمہیں چاہے
اس کا تو بیاں ہی نہیں تم جسے چاہو

اور یہاں قرآن کریم میں فرمایا ''اگر تمہیں اللہ سے محبت ہے ''فَاتَّبِعُوْنِیْ'' تو تم میری پیروی کرو یہاں یوں نہیں فرمایا کہ مجھ سے محبت کرو مقصود یہی ہے کہ یہ فرمایا جارہا ہے مجھ سے محبت کرو اگر تمہیں اللہ سے محبت ہے تو اللہ کے محبوب ہو جاؤ گے لیکن اس محبت کے حکم کو پیروی کے انداز میں تعبیر فرمایا جارہا ہے کہ میری پیروی کرو اس سے پتا لگا کہ اس کے مصداق اول واولیٰ، مصداق اہم واتم اولیائے کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں جن کا قول اور فعل، اٹھنا، بیٹھنا، نشست و برخاست سب محمد رسول اللہ صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم کے قول وفعل کے مطابق ہوتا ہے، یہی شان ولایت ہے اور اسی وجہ سے بندہ اللہ کا ولی ہوتا ہے، اسی وجہ سے بندہ اللہ کا محبوب ہوتا ہے اور محبوبِ الٰہی ان محبوبان بارگاہ میں ایک محبوب اتم ہیں، اللہ نے اپنے کرم سے یہ وعدہ ہر مسلمان سے فرمایا ہے، لیکن اس وعدے کا سب سے بڑا حصہ ان اولیائے کرام کو عطا فرمایا ہے اور ان اولیائے کرام کی بھیک اللہ تبارک و

تعالیٰ نے ہم سنیوں کو نیاز مندان اولیائے کرام کو بھی عطا فرمائی ہے تو یہ ہے حضرت محبوب الٰہی کا مقام، اور ان کے متعلق جو مزامیر کی نسبت کی جاتی ہے وہ سفید جھوٹ اور صریح بہتان ہے ۔انہوں نے فوائد الفواد میں صاف منع فرمایا کہ ''چندیں چیز می باید کہ تا سماع حلال شوذ'' ۔(۱) چند چیزوں کی شرط ہے تا کہ یہ والی سماع حلال ہو۔وہ شرئط بتانے کے بعد بتایا'' و مزامیر درمیان نہ باشد مزامیر حرام است'' ۔(۲)

حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ کی اس آڈیو کی وجہ سے اگر بی-اے پاس سید صاحب نے حضرت پر یہ اعتراض کیا ہے''کہ انہوں "فوائد الفواد" کو بھی نہیں چھوڑا'' تو یہ حماقت و جہالت کی ایک اور منہ بولتی تصویر ہے کیوں کہ یہاں اس کتاب پر اعتراض نہیں کیا گیا ہے بلکہ اس سے استدلال کیا گیا جس سے کسی بھی طرح معترض کا اعتراض ثابت نہیں ہوتا۔

---

(۱) سیر الاولیا، باب نہم، مرکز تحقیقات فارسی، ایران و پاکستان، ص: ۵۰۱-۰۲، مفہوماً و ملخصا)

(۲)ا) سیر الاولیا، باب نہم، مرکز تحقیقات فارسی، ایران و پاکستان، ص: ۵۰۱-۰۲، مفہوماً و ملخصا)

AL MAKTABU-NOOR
Bareilly Shareef